ہندکو زبان و ادب کا تاریخی جائزہ

www.sheenewb.com کے ایڈمنسٹریٹر ''ش شوکت'' کے عرق ریز مطالعہ کا نتیجہ ہے جو سال 1975ء کے دوران چھپ کر منصۂ شہود پر آئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے نایاب سے نایاب تر ہوتی ہوگئی۔ ہندکو زبان و ادب کا تاریخی جائزہ کے مطالعہ کے بعد اوہیو یونیورسٹی امریکہ میں رہ کر ہندکو لوریوں کا قرض چکانے والے ممتاز پشاوری پروفیسر اور پشاور کے حوالے سے متعدد کتابیں تصنیف کرنے والے ڈاکٹر امجد حسین نے جب Peshawar a busiest town of North West Frontier Province of Pakistan کے عنوان سے کتاب لکھی تو اس کے نقش اول میں قارئین کو for further study کے عنوان سے اس کتاب کو پڑھنے کی بھی سفارش کی۔ ہم اس نایاب اور اہم کتاب کو www.sheenweb.com کے وزیٹر کے استفادہ کے لئے اپنی سائٹ میں شامل کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔ آپ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ اپنے استفادہ کے لئے اسے ڈاؤن لوڈ کریں۔ اگر اس کتاب کے مندرجات کو زیر بحث لانا چاہتے ہوں تو www.sheenweb.com کے صفحات حاضر ہیں۔ کتاب شائع ہونے کے بعد اپنے قارئین اور ناقید کے رحم و کرم ہے۔ اذن عام ہے یاران نکتہ دان کے لئے۔ گر قبول افتد، زہے عزہ شرف

(شاہسازعلی)

ہندکو

ہندکو (صوبہ سرحد کی اکثریتی زبان) پشتو کے بعد صوبہ سرحد میں سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبان ہے۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان کے شمال مغربی صوبہ میں اس زبان کے بولنے اور سمجھنے والوں کی تعداد نصف کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ یہ زبان ہزارہ کی پہاڑیوں سے لے کر ڈیرہ اسماعیل خان

کے ریگستانوں تک لاکھوں افراد (ہندکو بولنے والوں) کی ترجمانی کرتی ہے اس زبان کے بولنے والے آزاد جموں وکشمیر کے علاوہ پاکستان کے شمال مغربی صوبہ سرحد اور پنجاب کے علاقے میں بھی (دریائے جہلم کے مغربی کناروں تک) آباد ہیں۔

ہندکو زبان پنجابی سے اس قدر ملتی جلتی ہے کہ اکثر لوگ اسے پنجابی یا پنجابی زبان کی ایک شاخ کہتے ہیں۔ اس کی وجہ اس زبان کی پنجابی زبان سے مشابہت ہی نہیں بلکہ اس کی جغرافیائی حدود بھی ہیں جن کے ڈانڈے مینڈے پنجاب کے مغربی علاقوں سے ملے ہوئے ہیں۔

یوں نظر آتا ہے جیسے اس زباں کو پنجابی یا پنجابی زبان کی کوئی ایک آدھ قسم یا شاخ ہونے کا دھوکہ انگریزوں کے دور اقتدار کا پروردہ ہے کیونکہ انگریزی دور اقتدار سے پہلے کوئی ایسی خاص تحریر نظر نہیں آتی جو اس زبان کو پنجابی یا اس کی کوئی ایک آدھ شاخ کہتی ہو۔ برعکس اس کے انگریزوں کے دور اقتدار اور اس کے بعد کی ایسی بے شمار تحریریں نظر سے گذرتی ہیں جن میں اس زبان کو پنجابی یا مغربی پنجابی (westren punjabi) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہندکو زبان کے نام ''مغربی پنجابی'' کی وجہ تسمیہ اس زبان کے پنجاب کے مغرب کی اطراف میں بولے جانے کے علاوہ اس زبان کا ایک معروف نام ''لہند ا'' بھی بتایا جاتا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ''لہند ا'' پنجابی زبان کے لفظ ''لہند ا'' سے بنا ہے جس کے معنی ''اترن'' یا ''مغرب'' کے ہیں۔

میری دانست میں ''ہندکو'' یا ''لہندا'' کے جو معنی پنجابی زبان کی ڈکشنری میں ڈھونڈنا کسی طفل (نو گفتار) سے پیر کہن سالہ کی زندگی کے حالات پوچھنے کے مصداق ہے۔ ہندکو زبان اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ لفظ ''ہند'' ہے اور پنجابی زبان اتنی ہی کم عمر ہے جتنا لفظ ''پنجاب'' ہے۔ علمائے لسانیات کے حضور یہ بات روز روشن ہے کہ قدیم زبانیں کبھی بھی نئی اور کم عمر زبانوں کی قسمیں اور شاخیں نہیں ہوا کرتیں۔ (بلکہ نئی اور کم عمر زبانیں سن رسیدہ زبانوں کی بچیاں، پوتیاں اور نواسیاں ہوا کرتی ہیں)

علمائے ہندکو اپنی تحریروں میں ہندکو زبان کی قدامت کا احساس دلاتے رہتے ہیں لیکن ان کی صدائے بازگشت ''ہندکو برصغیر کی قدیم ترین زبان ہے'' کے جملے سے آگے نہیں بڑھتی۔ ہندکو کی قدامت کا یہ داعی

جملہ ہندکواور ہندکو پر لکھنے والوں کی تحریروں میں اکثر مل جاتا ہے۔ لیکن اس کی قدامت پر سیر حاصل بحث کی ضرورت ہمیشہ تشنہء تکمیل ہی رہتی ہے۔ ہندکوادیبوں اور شاعروں کی تحریروں میں سے صرف چند نمونے پیش کیئے جاتے ہیں۔ جو ہمارے قول کی دلیل کیلئے کافی ہیں۔

ہندکو کے صاحب دیوان شاعر غلام رسول گھائل کے ہندکو مجموعہ کلام کے دیباچہ میں پروفیسر الٰہی بخش اختر اعوان صاحب لکھتے ہیں۔

ترجمہ

''ہندکو زبان ہندو پاک کی قدیم ترین زبانوں
میں سے ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ زبان
پنجابی اور اردو سے بھی پرانی ہے''

استاد غلام رسول گھائل کے اس ہی مجموعہ کلام ''دیوان گھائل'' کے تعارف کے باب میں ہندکو کے جوان مرگ شاعر جناب آتش فہمید صاحب لکھتے ہیں

ترجمہ:

''ہندکو ادب کی تاریخ بہت پرانی ہے اردو کی
پیدائش سے بھی بہت پہلے ہماری زبان مکمل تھی''

ہندکو زبان کے (پرنویس اور) صاحب طرز نثر نگار جناب مختار علی نیر صاحب اپنی ہندکو ضرب الامثال کی کتاب ''مہتلاں'' کے ابتدائیہ میں ہندکو زبان کی قدامت کا تذکرہ کچھ اس انداز سے چھیڑتے ہیں۔

ترجمہ:

''میرا یہ دعویٰ تو نہیں کہ میں ہندکو کی تمام ضرب
الامثال پیش کر چکا ہوں۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ
برصغیر کی یہ قدیم ترین زبان ساری کی ساری اپنی
جگہ ایک مثل ہے جس کا پس منظر اور کہانیاں
سارے برصغیر میں روپ بدل کر پھیلی ہوئی

ہیں۔''

1964ء کی ہندکو شاعری کا انتخاب ''نویاں راواں'' کے عنوان سے مرتب کرتے ہوئے جناب فارغ بخاری لکھتے ہیں۔

ترجمہ:

''یہ بڑی قدیم زبان ہے مگر بدقسمتی سے اسے
باتیں کرنے والے بہت ملے ہیں۔ اور کام کرنے
والا کوئی نہیں ملا۔ ہندکو بہت پرانی زبان ہے۔
بعض اسے غلطی سے پنجابی کی شاخ سمجھتے ہیں۔''

ہندکو آرٹس کونسل کے ہندکو اردو شاعروں کے کلام پر مبنی کتاب ''کلیاں'' کے مرتب جناب زیڈ۔آئی اطہر کتاب کے اختتامیہ میں لکھتے ہیں۔

''ہندکو زبان برصغیر پاک و ہند کی قدیم ترین
زبان ہے جو اپنا پہلا شاندار جنم گذار چکنے کے بعد
پھر سے قرطاس ہستی پر اپنا مقام پا رہی ہے اس
قدیم زبان کی پسماندگی کی وجوہ بہت ساری ہیں
جن کو یہاں دہرانے کی چنداں ضرورت نہیں
۔انگریزی دور اقتدار کی تحریروں کے بل بوتے پر
بعض احباب اس قدیم اور عظیم زبان کو پنجابی یا
اس کی ایک آدھ شاخ سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ یہ
بات بعید از حقیقت نظر آتی ہے جس کا ثبوت زیر
نظر کتاب ''کلیاں'' کا منفرد لب ولہجہ اور پنجابی
سے جدا انداز ہے۔ ہندکو زبان کی انفرادیت اس

کی شاعری کے ایک ایک مصرعے سے صاف

عیاں ہے''۔

میونسپل کمیٹی ہری پور کے سابقہ ایڈمنسٹریٹر اور ہندکو زبان کے ایک معروف قلمکار ڈاکٹر ناز درانی پشاور شہر سے شائع ہونے والے ایک ماہنامہ ''الحسن'' کے اپریل 1977ء کے شمارے میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ:

''ہندکو زبان اس صوبہ کی سب سے پرانی اور سب

سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔''

ہندکو اردو کے جواں سال ادیب و شاعر جناب صابر حسین امداد صاحب ایک مقامی اخبار کی ایک اشاعت میں لکھتے ہیں۔

''ہندکو برصغیر کی قدیم ترین زبان ہے لوگ غلطی

سے اسے پنجابی کی شاخ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بات

بالکل بعید از حقیقت اور نا قابل یقین ہے۔''

ہندکو زبان پنجابی کی شاخ ہو یا نہ ہو اس زبان کا پنجابی نما یا اردو نما ہونا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اس زبان کا اردو کی طرح پنجابی زبان سے ضرور کوئی رشتہ ہوگا۔ مگر ہم اس رشتہ کی بناء پر آنکھیں بند کر کے اسے کسی صورت میں بھی پنجابی یا پنجابی کی شاخ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ یہ زبان نہ تو اس سرزمین پر بولی جاتی ہے جہاں پر پانچ دریا بہتے ہیں اور نہ ہی یہ زبان اتنی کم عمر ہے کہ اسے ہم پنجابی کی شاخ ماننے لگیں۔ اسی بوڑھی ٹھیری زبان کے بولنے والوں کی اپنی خاص اور پنجاب کے باشندوں سے علیحدہ تہذیب اور ثقافت ہے۔ اس کا لب و لہجہ پنجابی سے قدرے مختلف اور پہاڑی انداز کا ہے۔ اس کے رسم و رواج پر قدیم ایرانی رسوم کی گہری چھاپ ہے۔ اور بقول کسے پنجاب کے علاقے سے ہندکو کی سرزمین میں داخل ہونے والا محسوس کرنے لگتا ہے کہ وہ ایک نئے خطے میں داخل ہو گیا ہے۔ جس کے لوگ رہن سہن خورد و نوش اور میل ملاپ کے معاملے میں پنجاب والوں سے مختلف ہیں۔

ہندکو زبان کی قدامت اس کی تاریخی اہمیت کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیتی ہے۔ اس زبان کا حلقہ گفتار اس کی جغرافیائی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اور اس زبان کی پنجابی اور اردو زبان سے مشابہت اس کی سیاسی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔

ہندکو کی وجہ تسمیہ

ہندکو زبان کا نام ''ہندکو'' کیوں پڑا؟

اس سوال کے جواب میں علمائے ہندکو اور علمائے لسانیات کے متفرق نظریات ملتے ہیں۔

پہلا نظریہ: کہتے ہیں یہ نام کسی نفرت کے جذبے کی پیداوار ہے اس نظریے کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ پہاڑی علاقوں میں رہنے والے جنگجو قبائل کے دلوں میں شہروں اور نشیبی علاقوں میں رہنے والوں کے خلاف نفرت اور کدورت کے جذبات نے جنم لیا۔ اور وہ شہروں میں بسنے والوں کو نفرت اور حقارت سے ''ہندکی'' کہتے لگے۔ اور یوں ہندکیوں شہری یا نشیبی علاقوں میں رہنے والوں کی زبان بھی لفظ ''ہندکی'' کی مناسبت سے ''ہندکو'' کہلائی جانے لگی۔ جو آج تک جوں کی توں ''ہندکو'' ہی کے نام سے موسوم ہے۔ (اولف کیرو The Pathan فارغ بخاری سرحد کے لوک گیت)

دوسرا نظریہ: ہندکو کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے علمائے لسانیات کا ایک دوسرا گروہ گریرسن کی تقلید میں یہ بات کرتا ہے کہ لفظ ''ہندکی'' ''اندکی'' کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ لفظ ''اندکی'' انڈس (INDUS) سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں دریائے سندھ یہ نظریہ پیش کرنے والے کہتے ہیں کہ ''ہندکو'' وہ زبان ہے جو انڈس (دریائے سندھ) کے کناروں پر آباد لوگ بولتے ہیں۔ اس لئے ''اندکیوں'' (انڈس کے کنارے آباد لوگوں) کی یہ زبان ''اندکی'' سے ''ہندکی'' اور پھر ''ہندکو'' بن گئی۔

تیسرا نظریہ: بعض علماء ''ہندکو'' کو لفظ ''سندھ کو'' کی بگڑی ہوئی صورت سمجھتے ہیں ان کے خیال میں سندکو یا سندھ کو جس کے معنی دریائے سندھ کے کناروں پر بولی جانے والی زبان ہیں۔ لفظ ہندکو کی قدیم صورت ہے اس نظریے کے حامی گروہ کا کہنا ہے کہ سنسکرت کا س ''ژند یا پہلوی زبان میں ''ہ'' کی صورت

اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے قدیم پہلوی زبان والوں نے اپنی زبان کے قواعد و دستور کے مطابق دریائے سندھ کے قرب و جوار میں بولی جانے والی زبان ''سندکو'' کو ''ہندکو'' کہنا شروع کر دیا۔ جو صدیاں گذر جانے کے بعد بھی آج تک جوں کا توں مستعمل چلا آ رہا ہے۔

چوتھا نظریہ: ہندکو کی ایک وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ یہ لفظ شروع شروع میں ''ہندکوہ'' تھا جو رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ رفتہ رفتہ مختصر ہو کر ''ہندکوہ'' سے ''ہندکو'' رہ گیا۔ اس نظریے کے ماننے والے ہندکو زبان کو ہند کے پہاڑوں میں بولی جانے والی زبان کہتے ہیں۔ ان کے خیال میں ''ہند'' اور ''کوہ'' دونوں فارسی زبان کے الفاظ ہیں جن کے جدا جدا معنی سرزمین ہند اور اس کے پہاڑ ہیں۔ لیکن ''ہندکو'' کے اکٹھے معنی ہند کے پہاڑی علاقوں میں بولی جانے والی بولی یا زبان کے ہیں۔

پانچواں نظریہ: یہ نظریہ اگرچہ مضحکہ خیز قسم کا ہے لیکن قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش کیا جاتا ہے تاکہ ہندکو کی وجہ تسمیہ معلوم کرنے کی غرض سے ہر قسم کے خیالات پر سیر حاصل بحث کی جا سکے اس نظریے کے مطابق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لفظ ''ہندکو'' ان ادوار کی یادگار ہے جب اس سرزمین پر فاتحین اور تجار حضرات کی آمد و رفت ہوتی تھی۔ وہ سرزمین ''ہند'' کی طرف جانے کی غرض کے اظہار کے لئے جو جملہ بولتے تھے وہ ہند کو چلو قسم کا ہوا کرتا تھا ''ہند کو چلو'' یا ہند کو جاتا ہوں قسم کے جملوں نے ہند کے رہنے والوں کی بولیوں کو ''ہندکو'' کا نام دے دیا۔

اس نظریہ کو بیان کرنے والوں سے جب پوچھا گیا کہ اگر ''ہندکو'' ''ہند کو چلو'' قسم کے جملوں سے ماخوذ ہے تو لفظ ''ہندکی'' کا کیا مطلب ہے تو وہ جواب میں فرمانے لگے۔ کہ لفظ ''ہندکی'' ہند کی زبان سے ماخوذ ہے گویا ہند کی زبان یا ہند کی بولی یا بولیوں کو ہندکی کہتے لگے۔ اور پھر رفتہ رفتہ ہندکی کا یہ لفظ بولنے والون کیلئے مخصوص ہو کر رہ گیا۔

بجائے اس کے کہ ہم علماء کے قائم کردہ ان نظریات کی صحت اور صداقت کو زیر بحث لائیں۔ ہم اپنے طور پر لفظ ہندکو کا مطالعہ ضروری سمجھتے ہیں۔ ہماری دانست کے مطابق یہ لفظ دو اجزا ''ہند'' اور ''کو'' سے مل کر بنا ہے ہم ہر دو اجزاء کی تشریح کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

ہند: ہند قدیم پہلوی زبان کا تحفظ ہے۔جس سے قدیم ادوار میں وہ سرزمین مراد تھی جہاں پر سنسکرت کا سندھ نامی دریا بہتا ہے سرزمین ہند کا یہ نام اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ شمال مغربی صوبہ سرحد پر دارا کا دور اقتدار پرانا ہو چکا ہے۔تحریرون کے علاوہ کتبوں میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ دارا کی حکومت میں اقلیم گندھارا کے علاوہ اقلیم ہند بھی شامل تھی۔ ہند کی یہ اقلیم جس کا نام پر یسوپس کے کتبوں میں ''ہندویش'' یا ''ہندوش'' کی صورت میں نظر آتا ہے۔موجودہ بھارت یا ہندوستان سے بہت مختلف رقبے کے لحاظ سے چھوٹا اور رود سندھ کے گردونواح میں آباد تھا۔ دارا کے عہد کے ہند کا تذکرہ چھیڑتے ہوئے معروف کتاب(The Pathan) ''پٹھان'' کے مصنف اور انگلشیہ دور اقتدار میں ہندوستان کے شمال مغربی صوبہ سرحد کے گورنر سر اولف کیرو لکھتے ہیں۔

ترجمہ:''دارا کی سلطنت کے صوبہ ہند کی مشرقی سرحد صحیح طور پر معلوم نہیں ہے لیکن ہمیں آگے پتہ چلے گا کہ سکندر اعظم کی فتوحات سے واضح ہوتا ہے کہ یہ سرحد دریائے جہلم تھی اور کسی طور بھی مغربی اور مشرقی پنجاب کی حالیہ سرحدوں سے آگے نہیں تھی۔''

سر اولف کیرو کے اس ب یان کی تصدیق سوویت یونین کے مورخ یوری گنکوفسکی کی اس تحریر سے ہو جاتی ہے۔

''پریسوپس کے کتبے اور نقش رستم کے لوح مزار پر جو دارا کے آخری عہد سے تعلق رکھتے ہیں باجگزار ہند (ہندوش) یعنی برصغیر ہند کا حوالہ ہے یہ علاقہ دریائے سندھ کے درمیانی اور نشیبی علاقوں اور پنجاب کے مغربی حصے پر مشتمل تھا''(صفحہ ۷۵ پاکستان کی قومیتیں)

ان دو مستند شخصیتوں کے بیان کے علاوہ اور بھی بہت سی شہادتیں ملتی ہیں۔جن میں اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ قدیم ہند جس مقام پر آیا تھا وہ وہی سرزمین تھی جہاں پر آج ''ہندکو'' یا ''لہندا'' بولی اور سمجھی جا رہی ہے لہذا ان حقائق کی روشنی میں ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ لفظ ''ہند'' کا تعلق ''ہندکو'' کے ساتھ نہایت ہی قدیم ہے۔اور لفظ ''ہندکو'' کے دو اجزاء ''ہند'' اور ''کو'' میں سے ''ہند'' ہی وہ لفظ ہے جس کی اصلیت کے ناطے ہم موجودہ ''ہندکو'' کی وجہ تسمیہ معلوم کرتے ہوئے اس کا تعلق قدیم ہند کے ستھ جوڑ سکتے

ہیں۔

کو: ہندکو کے جزو اول ''ہند'' کے مطالعہ کے بعد ہم اس کے جز دوئم ''کو'' کا مطالعہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ''کو'' بذات خود ایک لفظ بھی ہے اور حرف بھی بحیثیت لفظ یہ سنسکرت زبان کے لفظ ''کوی'' بمعنی قصہ گویا فارسی زبان کے لفظ ''کوہ'' یعنی پہاڑ سے مشتق نظر آتا ہے جبکہ ''کو'' بحیثیت حرف اردو زبان میں مفعول کے ساتھ درج ذیل قاعدوں کے تحت لگتا ہے۔

۱۔ فعل کا ایک ہی جاندار مفعول ہو۔ جیسے:۔

میں نے رشید کو دیکھا

۲۔ کسی جملے میں دو مفعلول ہوں تو ان میں جاندار مفعول کے ساتھ کو استعمال ہوگا جیسے؛

کمال نے رشید کو ایک پنسل دی۔

۳۔ کبھی ''کو'' کسی غرض مطلب یا معاوضے کو ظاہر کرتا ہے جیسے:

میں اسلم سے انگریزی سیکھنے جاتا ہوں۔

یہ دوات کتنے کو دو گے۔

۴۔ چاہنا مصدر کے مشتقات کے ساتھ جیسے:

آپ کو چاہئے کہ اس کی مدد کریں۔

۵۔ لازم کے معنوں میں جیسے۔

محنت کرنے کو ہم ہیں اور پھل کھانے کو وہ۔

۶۔ کام جلدی واقع ہو رہا ہو جیسے:

گاڑی چلنے کو ہے

صبح ہونے کو ہے۔

اردو زبان کے ان قاعدوں کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اردو یا ہندی کے حرف ''کو'' کو کسی بے جان مفعول کے ساتھ نہیں لگایا جا سکتا۔ مثلاً اگر کوئی صاحب یہ کہے کہ ''میں کتاب کو خریدتا ہوں'' یا

''میں بازار کو جاتا ہوں'' تو وہ قواعد کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو جائے گا۔ اس لئے ان قواعد کی روشنی میں ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ ''ہند'' کے ساتھ ''کو'' کا استعمال ایک حرف کی حیثیت سے نہیں کیونکہ ''ہند کو چلو'' قسم کا جملہ قواعد کے خلاف ہونے کے سبب غلط ہے۔ اس لئے کو بحیثیت حرف تسلیم کرنا خیال خام نظر آتا ہے۔ البتہ اس کو بحیثیت لفظ تسلیم کر کے اس پر بحث و تمحیص کی جا سکتی ہے۔

''ہند'' فارسی یا پہلوی زبان کا لفظ ہے اس لئے ''کو'' کو بھی ہم فارسی زبان کا لفظ کوہ (بمعنی پہاڑ) مان کر یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ یہ زبان قدیم ہند کے پہاڑی علاقوں میں بولی جاتی ہو۔ لیکن وجہ تسمیہ کے پہلے نظریہ کی رو سے ''ہندکی'' کا لفظ پہاڑی لوگوں کیلئے نہیں بنا۔ بلکہ یہ لفظ نشیبی علاقوں کے لوگوں کیلئے مستعمل ہوا ہے۔ اس لئے ہمارا یہ نظریہ بھی باطل حیثیت اختیار کر جاتا ہے کہ ہندکو کا مطلب ہند کے پہاڑوں میں بولی جانے والی زبان ہے گویا لفظ ہند کا جز ثانی نہ فارسی زبان کا لفظ ''کوہ'' ہے نہ اردو زبان کا حرف ''کو'' ہے۔

ہندکو کے ''کو'' کی ان دو صورتوں پر بحث کر چکنے کے بعد اس لفظ کی تیسری اور آخری ممکنہ صورت رہ جاتی ہے۔ جس کے مطالب کے متعلق ہے۔ جس کے معنی ہیں ''کویتا کہنے والا'' قصہ گو یا بولنے والا اور لفظ ''کوی'' کی مناسبت سے ہندکو کے ''کو'' کو مطلب بولی یا زبان لیا جا سکتا ہے۔

ہندکو کے ''کو'' کی یہ تیسری اور آخری صورت اردو زبان کے حرف ''کو'' اور فارسی زبان کے ''کوہ'' کی نسبت ہندکو کی وجہ تسمیہ کے باب میں زیادہ قابل قبول ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ لفظ ہندکو دوسرا اجزن ''کو'' سنسکرت زبان سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ''بولی یا زبان''۔ (پنجابی ادب دی کہانی تے ہندکو زبان از مختار علی نیئر مطبع ماہنامہ ہندکو زبان پشور)

ہندکو: لفظ ''ہندکو'' کے ہر دو اجزاء ہند اور کو کے معانی و مطالب اور وجوہ تسمیہ پر علیحدہ علیحدہ بحث و تمحیص کے بعد اب ہم ان اجزاء کو اکٹھا رکھ کر ان اجزاء کے مرکب لفظ ''ہندکو'' پر غور کر کے اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اپنا حتمی نظریہ پیش کرتے ہیں۔

گذشتہ سطور میں ہم نے پڑھا کہ لفظ ''ہندکو'' کا پہلا جز ''ہند'' قدیم فارسی یا پہلوی زبان سے تعلق

رکھتا ہے۔ جبکہ دوسرے جز ''کو'' کا تعلق ہندوستان کی قدیم ترین زبان سنسکرت سے ہے۔ قدیم فارسی میں ''ہند'' اس سرزمین کو کہتے تھے جس پر دریائے سندھ بہتا تھا۔ اور ''کو'' سنسکرت میں بولی یا زبان کو کہتے ہیں۔ لیکن یہاں ایک بات ہماری حیرت کا باعث بنتی ہے کہ قدیم فارسی یا پہلوی زبان کے لفظ ''ہند'' نے سنسکرت کے لفظ ''کو'' کے ساتھ ملاپ کس طرح پیدا کیا۔ یہ دو مختلف زبانوں کے الفاظ کیونکر ہے؟ اور زیر بحث زبان کے نام ''ہندکو'' نے کس طرح جنم لیا؟ ہمارے ان سوالات کا جواب ہندکو کی وجہ تسمیہ کا تیسرا نظریہ دیتا ہے۔ جس کی رو سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ''قدیم ترین ایام میں پہلوی لفظ ''ہند'' کی صورت سنسکرت کے لفظ ''سندھ'' کی سی تھی۔ اور لفظ ''ہندکو'' کی صورت ''سندھ کو'' ''یا سندکو'' تھی۔ لیکن اہل فارس کے دور اقتدار میں پہلوی زبان کے قاعدوں اور اصولو کے زیر اثر جن میں سنسکرت کا (س) پہلوی یا ژند کے (ہ) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ لفظ ''ہند'' کی ہیئت پہلوی زبان میں ''ہند'' ہو کر رہ گئی۔ اور یوں سندھ کو یا سندکو کا لفظ ہندکو کے نام سے پکارا جانے لگا۔

ہماری اس پر مغز اور سیر حاصل بحث کے نتیجے میں ہندکو کی وجہ تسمیہ کا دوسرا اور تیسرا نظریہ صحیح ثابت ہوتے نظر آرہے ہیں۔ جبکہ پہلا' چوتھا اور پانچواں نظریہ باطل اور غلط ثابت ہو رہے ہیں اس لئے ہم دوسرے اور تیسرے نظریے کی روشنی میں یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ لفظ ہندکو پہلوی زبان کے دور اقتدار سے پہلے سنسکرت زبان کا لفظ ''ہندکو'' تھا جو دریائے سندھ کے گردونواح میں رہنے والوں کی زبان کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ لیکن اہل فارس نے اسے ''ہندکو'' اور اہل یورپ نے اس کو ''اندکو'' کا نام دیا۔ سندکو۔ اور اندکو تو گذرے ہوئے وقت کی دھول تلے دفن ہو گئے۔ لیکن ''ہندکو'' ابھی تک زندہ ہے اور زبان حال سے اپنی قدامت اور کھوئے ہوئے وقار کا احساس دلا رہا ہے۔

لہندا

''لہندا'' ہندکو زبان کا ایک اور معروف اور دلچسپ نام ہے۔ اس نام کے متعلق دلچسپ مفروضے عوام سے زیادہ خواص میں مشہور ہیں اور اکثر علمی بحثوں میں زیر غور آتے رہتے ہیں اس کی وجہ ہندکو زبان کے اس نام

کا قدیم علمی دستاویزوں میں پایا جاتا ہے۔ ہندکو زبان کو ''لہندا'' کے نام سے لسانیاتی دستاویزوں میں جس کثرت سے متعارف کرایا گیا ہے اس نے ہندکو زبان کے عوامی نام ''ہندکو'' کو علمی حلقوں میں تقریباً غیر معروف سا کر کرے رکھ دیا ہے جس کا ثبوت ہمارے علمائے لسانیات کے مذاکروں اور مباحثوں سے مل جاتا ہے۔ ہمارے آج کے علماء جب پاکستان کے لسانیاتی مسئلے میں الجھتے ہیں تو وہ ہندکو کی باری آنے پر اس کے علمی نام ''لہندا'' کا استعمال اس کے عامی نام ''ہندکو'' کی نسبت کچھ زیادہ ہی کرتے ہیں۔ یہ حقیقت دلچسپی سے پڑھی جائے گی اکہ ہندکو زبان اپنے نام ''لہندا'' ہی کے سبب پنجابی یا مغربی پنجابی قسم کے ناموں سے نوازی جا چکی ہے اور پڑھی لکھی دنیا بری طرح سے اس زبان کو اور اس کے بولنے والوں کو پنجابی سمجھ رہی ہے۔ جس کی مثال بے شمار حوالوں میں سے صرف چند حوالوں کے نمونے پیش کر کے دی جا سکتی ہے۔

مثال نمبر ۱

ترجمہ: ''پختو بولنے والے گدون بہت کم تعداد میں ہیں اور یہ مہابن پہاڑ کے جنوب میں ستانا اور ٹوپی کے قرب و جوار میں رہتے ہیں۔ یہاں دریائے سندھ پہاڑوں سے اترتا ہے جس کے بائیں کنارے پر ہزارے میں یہ لوگ زیادہ تعداد میں رہائش پذیر ہیں۔ یہ لوگ جدون کہلاتے ہیں اور ایبٹ آباد کے پاس رش کے میدان اور آس پاس کی پہاڑیوں میں رہتے ہیں یہ لوگ اپنے آبا کی زبان اور رسوم بھول چکے ہیں اور ہزارے کی پنجابی بولتے ہیں۔(THE PATHAN OF OLF KAIRO)

مثال نمبر ۲:

''صوبہ سرح میں پشتو، پنجابی اور اردو تین زبانیں دوش بدوش ہیں''

(نقوش سلیمانی/سید سلیمان ندوی)

مثال نمبر ۳:

ترجمہ: ''ہندکو اور سرائیکی ادب کو علیحدہ اور جدا زبانوں میں تقسیم کرنا پنجابی ادب اور زبان کے ٹکڑے کرنے کے مترادف ہے۔''

(پنجابی ادب دی کہانی ''عبدالغفور قریشی'')

مثال نمبر ۴:

''زیادہ تر پنجابی تقریباً ۲ کروڑ ۰ ۵ لاکھ یعنی ۹۰ فی صد صوبہ پنجاب اور شمال مغربی صوبہ سرحد کے دو ضلعوں ہزارہ اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بسے ہوئے ہیں۔ ان علاقوں کے تمام اضلاع میں پنجابیوں کی غالب اکثریت ہے اس کے علاوہ پنجابی پشاور، مردان۔۔۔۔ میں بھی رہتے ہیں۔''

(پاکستان کی قومیتیں ''یوری گنکوفسکی'')

مثال نمبر ۵:

''لہندا پنجابی لفظ لہند سے ہے جس کے معنی ہیں مغرب۔''

(پاکستان کی قومیتیں ''یوری گنکوفسکی'')

مثال نمبر ۶:

''پشاور خاص اور اس کے نواح میں جو دیہات تپہ خالصہ کے ہیں ان میں زبان پنجاب سے ملتی ہوئی جا رہی ہے اور جو دیہات نوشہرہ کی تحصیل سے لیکر تا خیر آباد برلب سڑک شاہی واقع ہیں۔ ان میں یہی زبان مثل ساکنان ضلع راولپنڈی رائم ہے۔'' (تاریخ پشاور)

مفروضہ مشہور ہے کہ ''لہندا'' کے معنی مغربی پنجابی ہیں۔

اس سے پہلے کہ اس مفروضے کو زیر بحث لایا جائے ہم یہ بتا دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ ہندکو زبان کو مغربی پنجابی کا نام دینے کا الزا ہندکو کے زیر بحث نام ''لہندا'' ہی کو نہیں دیا جا سکتا۔ اگر اس زبان کا قدیم ہندکو اور جدید نام ''لہندا'' اس زبان کے نام نہ بھی ہوتے تو شائد اسے پھر بھی پنجابی یا مغربی پنجابی قسم کا کوئی نام ضرور دیا جاتا۔ کیونیہ یہ زبان پنجابی سے ملتی جلتی ہونے کے علاوہ پنجاب کے مغربے کے اطراف میں بولی جاتی ہے جس وجہ سے اسے آج پنجابی یا مغربی پنجابی ہونے کا ذمہ دار نہیں۔ ہندکو زبان کو پنجابی یا مغربی پنجابی کہلوانے کے لفظ ''لہندا'' کے علاوہ دوسرے اسباب بھی ہیں۔ جو اس لفظ کے پنجابی معنی ''اترن'' یا مغرب سے زیادہ ٹھوس اور قومی ہیں۔ اور جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے وہ اسباب اس زبان کے پنجاب کے مغربی اطراف میں بولے جانے کے علاوہ پنجابی زبان سے مشابہت وغیرہ ہیں۔

لہندا کی وجہ تسمیہ

لہندا کی وجہ تسمیہ کے متعلق کسی حتمی فیصلے تک پہنچنے سے پہلے ہمیں یہ مسلمہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ دنیا کی اکثر زبانیں اپنی سرزمین یا قوم کے نام پر موسوم کی جاتی ہیں۔ اور ان کے ناموں سے ہمیں ان زبانوں کے بولنے والوں کے علاوہ ان کی ابتدائی جائے بودوباش کے متعلق علم ہوتا ہے۔ مثلاً انگریزی کا نام سن کر ہم بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ اس زبان کی جنم بھومی وہی سرزمین ہے جسے عرف عام میں انگلستان یا انگلینڈ کہا جاتا ہے اور اس زبان کے پروران اور مالک انگریز یا انگلش لوگ ہی ہو سکتے ہیں یہی عالم جرمنی، فرانسیسی، عربی، فارسی، پوش غرضیکہ دنیا کی دوسری بڑی اور چھوٹی زبانوں کا ہے۔ یعنی جرمنی جرمن میں بولی جاتی ہے تو فرانسیسی فرانس کے لوگوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ عربی ریگزار عرب عبور کر کے آئی ہے تو فارسی سرزمین فارس اور اہل فارس کے متعلق ہے۔

قدیم اور جدید ہندکو بھی اپنی سرزمین کے قدیم نام ''ہند'' کی نمائندگی کرتی ہے۔ لیکن اس زبان کا وہ نام جس کی طرف ہمارا روئے سخن ہے۔ کس سرزمین کی نشاندہی کر رہا ہے؟ یہ سوال ایک دلچسپ معمہ ہے جو اس وقت تک حل طلب ہی رہے گا جب تک ہم اس کے معنی پنجابی لغت میں تلاش کرتے رہیں گے۔

لہندا کے پنجابی معنی ''اترن'' یا ''مغرب'' ہی سہی لیکن کوئی ذی مطالعہ اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا کہ قدیم ہندوستان میں کوئی علاقہ لہندا کے نام سے بھی موسوم تھا۔ اگر ہم ہیروڈوٹس سے البیرونی تک کی تحریروں کو کھنگال کر دیکھ ڈالیں کسی جگہ بھی پاکستان کے موجودہ شمال مغربی صوبے اور دریائے جہلم کے مغرب کی طرف آباد علاقے کا نام وہ ''لہندا'' نہیں ملتا جس کے معنی اترن یا مغرب ہوں۔

ہم ''لہندا'' کے پنجابی معنی ''مغرب'' یا اترن ماننے سے پہلے اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ پنجابی زبان کی عمر (جیسے اہل پنجاب خود بھی تسلیم کرتے ہیں) تین چار صدیوں سے زیادہ نہیں۔ بعض حوالوں کے مطابق پنجاب کو موجودہ نام تیمور کی نشانی ہے لیکن سرزمین ''ہند'' (جہاں ہندکو بولی جاتی تھی) کے نام کا پرسیسویس اور نقش رستم کے مزاروں پر ملنا، اس بات کی زندہ شہادت ہے کہ ''لہندا'' یا ہندکو پنجابی سے بہت قدیم زبان ہے اور اس کے معنی پنجابی لغت کے معنی ''اترن'' ''مغرب'' یا مغربی زبان یا بولی کے نہیں ہو

سکتیکیونکہ ''لہندا'' یا ''لہند'' بمعنی ''اترن'' یا ''مغرب'' کوئی زمین یا قوم پنجاب جننے سے پہلے کی تاریخ کے اوراق پر نظر نہیں آتی۔ البتہ گندھارا یا ہندو دونام ایسے ہیں جو قدیم دور میں لکھی گئی۔ تواریخ کے اوراق پر اس علاقے کیلئے استعمال کئے گئے ہیں جہاں پر آج ہندکو یا لہندا بولی اور سمجھی جارہی ہے۔ گویا جس سرزمین کو ''لہندا'' کہا گیا۔ اور جس کی زبان کو''لہندا'' یا ''لہندی'' کہا گیا ہے اس کا قدیم پہلوی نام ہند تھا۔

ہند جسکے متعلق تاریخ کے صفحات شہادت دیتے ہیں کہ یہ سرزمین ہر باہر سے آنے وال کیلئے اپنی خاص شہرت اور کشش کے سبب معروف تھی۔ یہاں کے خزانے باہر کی دنیا میں کب سے معروف ہو چکے تھے۔ اگر اہل یورپ سرزمین ہند کی تلاش میں امریکہ دریافت کر لیتے ہیں تو اہل ایشیا کی نظروں میں بھی کسی سونے کی چڑیا سے کم حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ ملک فارس کے نوشیروان عادل نے قدیم ہندوستان (جہاں آج ہندکو بولی جارہی ہے) کے خزانوں کا چرچا سن کر یہاں پر ژوبہ نامی جاسوس بھیجا تھا۔ جس نے اپنی شاندار حکمت عملی کے سبب نہ صرف یہاں کے خزانوں کے راز معلوم کئے بلکہ اس سرزمین پر سنسکرت زبان میں لکھی گئی مایہ ناز کتاب بڑی مشکل اور ہوشیاری سے یہان کے ایک راجہ کے خزانے سے اڑا کر نوشیرواں کے حضور پیش کی۔ اور کتاب اڑانے کی خطرناک مہم کی داستان نوشیروان عادل کو سنائی جس کو اس ہی کتاب کے پہلوی ترجمے میں بڑے سلیقے سے درج کر دیا گیا۔ اس کتاب کی شہرت کے چرچے ملک عجم سے ملک عرب تک پہنچے اور یوں اس کتاب کا عربی ترجمہ ''الکلیلہ والدمنہ'' کے نام سے شائع ہوا۔ ہندوستان کی دولت کے متعلق معلومات کی اس کتاب میں یہاں کا قدیم فن داستان گوئی اپنی مثال آپ ہے۔ ''الکلیلہ و الدمنہ'' کے عربی زبان کے بعد آسان فارسی میں بھی کئی بار تراجم ہوئے۔ اور اس کتاب کی شہرت مدتوں تک قدیم ہند کا وقار بلند کرنے کے علاوہ یہاں کے خزانوں کا شمار بیرونی دنیا کے بادشاہوں اور امیروں وزیروں کے دل و دماغ میں روشن کرتی رہی۔ چنانچہ جب توزک تیموری کا راوی تیمور لنگ اپنی سوانح حیات مرتب کرنے لگا تو اس کی زبان سے سرزمین ہند کے متعلق یہ جملے نکلے بنا نہ رہ سکے

ترجمہ: ہند کی تسخیر کے لئے میں نے اپنی فوج کے امیروں کے علاوہ دیگر احباب سے رائے طلب کی ۔ امیرزادہ پیر محمد جہانگیر نے ہند کی تسخیر کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں کی دولت

اورزرو جواہر عالمگیر حیثیت رکھتے ہیں۔محمد سلطان نے ہندوستان کے مضبوط قلعوں، وہاں کی فوج ہاتھیوں ، دریاؤں، جنگلوں، اورمیدانوں سے آگاہ کیا۔سلطان حسین نے ہندوستان کی فتح کو دنیا کے چوتھائی حصہ پر قبضہ قرار دیا۔(تزک تیمور۹

القصہ یہ سرزمین ہند زمانہ قدیم سے باہر کی دنیا کے لوگوں کی نظروں میں مال ومتاع اورزرو جواہر کی سرزمین تھی۔جس کی شہرت نے نہ صرف عربی کے لفظ ''اہندسہ'' (یعنی رقم) کو جنم دیا بلکہ اہل عرب کی دلچسپی کو بڑھا کر انہیں اپنی طرف راغب کر دیا۔اور مدتوں اس سرزمین کا رخ کرتے ہوئے اور پہلوی زبان کے لفظ ہند کو الہند کہہ کر پکارتے رہے۔

جب اہل عرب کا واسطہ ''الہند'' کے لوگوں کے ساتھ پڑتا ہے تو انہیں یہاں کہ ہر چیز مختلف نظر آتی ہے۔

ترجمہ: وہ ہم سے ہر معاملے میں مختلف ہیں۔ان معاملوں میں بھی مختلف جو دوسری قوموں اور ہم میں یکساں ہیں۔ یہاں ہم سب سے پہلے زبان کا ذکر چھیڑتے ہیں۔اگرچہ دوسری قوموں کی زبان بھی مختلف ہوتی ہے۔مگر یہاں کی زبان کی مشکل پر قابو پانا آسان نہیں'(البیرونی ALBERUNI -INDIA)

تحریریں گواہ ہیں کہ اہل عرب ہندوستان کی مشکل اور اپنے وقت کی معروف ترین زبان کو ''الہند'' کی مناسبت سے ''الہندی'' یا ''الہندیہ'' کہہ کر پکارتے تھے۔بقول علامہ سید سلیمان ندوی

''بزرگ بن شہریار کی روایت کے مطابق ۲۷۰ہجری میں جس زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا گیا تھا۔ اس کا نام اس مصنف نے ''ھندیہ'' بتایا ہے۔

ان یفسر لہ شریعتہ لاسلامہ باھندیہ (عجائب الہند)

شریعت اسلام کا ہندی (الھندیہ) میں حال لکھے۔

ان یفسر لہ القرآن بالھندیہ (عجائب الہند)

قرآن کا ہندی (الہندیہ) میں مطلب بیان کرے۔اسی طرح الفہرت میں ۳۷۷ھ کی تصنیف ہے۔ہندوستان کی جس زبان سے عربی میں طب کی کتابیں ترجمہ ہوئیں ان کے بیان میں ہندوستان کی زبان کا

نام ہندی (الہندی) ہی رکھا گیا ہے۔

نقل من الھندی الی الفارسی (صفحہ۲ فارسی)

(الہندی) ہندی سے فارسی میں نقل ہوا۔ (نقوش سلیمانی)

یقیناً ہندوستان کی وہ مشکل زبان جسے اہل عرب ''الہندی'' یا
''الہندیہ'' کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ موجودہ دور کی ''لہندی''
یا ''لہندا'' ہی ہے۔ جو ''الہندی'' الہندیہ'' یا ''الہندا'' سے
بدل کر ''لہندی'' یا ''لہندا'' ہر کر رہ گئی ہے۔

''الہندی'' کا ''لہندی'' ہو جانا کوئی اچھنبے کی بات نہیں یہ لسانیات کا ایک عام سا اصول ہے اگر زبانوں کے الفاظ پر غور کیا جائے تو ان کی بدلتی صورتوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ آج ہندکو کے ایک لوک فقرے ''چھچھ مینہ منگے''

کو سن کر کوئی سوچ نہیں سکتا کہ یہ ''چھم چھم مینہ منگو'' کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ ہندکو کو اور پشتو زبان کی مشہور زمانہ لوری کے ابتدائی بول ''للوللوللوللو کو سن کر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ ''اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔

وطن عزیز کے مشہور شہر پشاور کے قدیم نام پسکاپورس' کسپاتورس' کسپاپورروس' بشاپور' پسکیو را' پشکپور' پولوشاپولو' پرشاپورا' پشا اور وغیرہ کے متعلق کون کہہ سکتا ہے کہ واقعی یہ ''پشاور'' ہی کے مختلف نام ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ اپنا رنگ بدلتے رہے۔ لیکن تاریخ کے صفحات وقت کی رفتا کی آواز ہوتے ہیں۔ اور وقت کسی کا لحاظ نہیں کیا کرتا۔ یہ ایک حقیقت ہے جو تاریخ کے صفحات پر بکھری پڑی ہے اگر سپکاپورس پشاور بن سکتا ہے۔ اگر الاھوار۔ لاہور کا روپ اختیار کر سکتا ہے تو ''الہندی'' یا ''الہند'' یا ''لہندی'' یا لہندا کیوں نہیں بن سکتے۔ وقت اور زمانے کی گردش نے الہندی یا الہندیہ کو لہندی یا لہندا بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور یہی لہندا یا لہندی کی اصل وجہ تسمیہ ہے۔

☆

زبانوں کے خاندان

اس سے پہلے کہ ہم ہندکو زبان کے خاندان اور اس کے شجرۂ نسب کے متعلق اتہ پتہ معلوم کریں۔ ہمیں یہ دلچسپ اور حقیقت افروز بات معلوم ہونی چاہیئے کہ انسانوں کی طرح ان کی زبانیں بھی حسب نسب اور نسل کی مالک ہوتی ہیں اور انسانوں ہی کی طرح گروہوں قبیلوں نسلوں اور خاندانوں کی صورت زندہ رہتی ہیں پھلتی پھولتی اور پھیلتی ہیں۔ اور منزل ترقی یا تنزل کی طرف رواں دواں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ تہذیب یافتہ انسانوں کی طرح ان کی زبانوں کے بھی نسب نامے ہوتے ہیں۔ جن کی مدد سے ان کی اصل اور نسل کے متعلق معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

زبانیں ترویج و ترقی کی منازل طے کررہی ہوں یا روبہ تنزل ہوں۔ بہرصورت زندہ رہتی ہیں۔ اور باقاعدگی سے اپنی نسل میں اضافہ بھی کرتی رہتی ہیں۔ مگر یہ اضافہ یا تبدیلی اچانک کسی دھماکہ کی صورت میں رونما نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس عمل پر پانچ یا دس سال کا قلیل عرصہ صرف ہوتا ہے۔ کوینکہ لسانیات کی اصطلاح میں زبانوں کے بننے یا بگڑنے پر جو عرصہ صرف ہوتا ہے یا ہونا چاہیئے اس میں پانچ یا دس برس کا عرصہ کچھ معنی نہیں رکھتا۔ اس لئے زبانوں کی نسل میں اضافے کے عمل پر صدیوں پر مشتمل عرصہ صرف ہوتا ہے۔ تب جاکر کہیں ایک آدھ زبان جنم لیتی ہے اور پھر وہ ماحول اور وقت کی مناسبت سے ارتقاء کی منازل طے کرتی ہوئی کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔

دو یا دو سے زیادہ زبانوں کے ملاپ سے ایک نئی زبان کا جنم لینا فطرتی عمل ہے۔ اگر کارخانۂ قدرت کا یہ پرانا عمل جاری نہ رہتا۔ تو آج ہم جتنی زبانیں بول سن یا لکھ پڑھ رہے ہیں۔ شائد یہ سب ہمیں موجودہ صورت میں نہ ملتیں۔ بلکہ ان کی وہی حالت ہوتی جو آج سے صدیوں پہلے عہد آفرینش میں تھی۔

آج سے ہزاروں برس پہلے کی بات ہے اس زمانے کی بات جسے ہم اپنی دانست میں پتھر کا زمانہ کہتے ہیں۔ پتھر کے زمانے میں انسان اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے جن طور طریقوں سے کام لیتا تھا وہ آج کے انسان کیلئے خالی از دلچسپی نہیں۔ علم الانسان کی رو سے پتھر کے زمانے کا انسان موجودہ طرز ہائے گفتگو سے بالکل ناآشنا تھا۔ وہ خوشی، غمی، غصے اور اس قسم کے دیگر جذبات اور ضروریات کا اظہار یا تو مختلف قسم

کے اشاروں سے کرتا یا پھر مختلف قسم کی آوازوں سے کام لیتا۔ کبھی ہونٹوں کا ہلا کر کچھ کہنے کی سعی کرتا۔ کبھی زبان کو تالو سے لگا کر کچھ کہتا۔ کبھی نوک زبان اور دانتوں کے ملاپ سے آواز بنا کر اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتا۔ کبھی غراتا کبھی بڑبڑاتا کبھی چیختا کبھی چلاتا۔ غرض مختلف قسم کی آوازوں کی مدد سے اپنا مدّعا بیان کرنے کی کوشش کرتا۔ اور پھر اس کی یہ کوشش وقت کی مدھم رفتار کے ساتھ ساتھ بارآور ثابت ہوتی چلی جاتی۔ اس کی غراہٹ، بڑبڑاہٹ، چیخ و پکار وغیرہ مختلف مطالب کے اظہار کیلئے مخصوص ہوتی جاتی۔ مثلاً اگر خوف اور خطرے کا اظہار ایک قسم کی آواز سے کیا جانے لگا تو خوشی اور پھر یہی آوازیں عہد آفرینش کے انسانوں کی بولیوں کے حروف اور الفاظ بن کر لسانیات کی تاریخ پر ثبت ہوتے چلے گئے۔ منہ سے نکلی ہوئی ہر آواز نے مختلف قسم کے حروف کو جنم دیا۔ حروف الفاظ بنے۔ الفاظ کلام کے سانچوں میں ڈھلے اور یوں زبانیں وجود میں آنے لگیں۔[1]

کیا یہ مختلف النوع زبانیں جو آج ہم بول سن یا پڑھ رہے ہیں ایک ہی وقت میں ایک ہی مقام پر ایک ہی قبیلے کے ایک ہی طرح کی بنائی ہونگی اس کے بارے میں علمائے لسانیات کے مختلف نظریات ہیں۔ یہاں ہم نے موضوع زیر بحث کے مطابق جس نظریے پر روشنی ڈالنی ہے اس کی رو سے دنیا بھر کی زبانوں میں بنیادی اصولوں کا فرق اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مختلف جگہوں کے لوگوں نے مختلف اطوار سے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا ہوگا۔ اور اس طرح قدیم ترین انسانوں کے مختلف قبیلوں کے لوگوں کی مختلف بولیاں وجود میں آئی ہوں گی۔ جو اپنی اپنی جگہ اور ماحول کے مطابق اپنے اپنے گروہ یا خاندان کی صورت پروان چڑھتی ہوئی گروہ در گروہ ارتقاء کی منازل طے کرتی رہی ہوں گی۔ قدیم چین کے لوگوں کی بولیاں قدیم مصر، سیمز، یونان اور ہندوستان کے لوگوں کی بولیوں سے بنیادی طور پر منفرد اور جدا ہونگی۔ اور دنیا بھر کی قدیم ترین بولیوں کی یہی انفرادیت ان کو مختلف گروہوں۔ خاندانوں اور قبیلوں وغیرہ میں منقسم کرنے کا باعث بنی ہونگی۔

علمائے لسانیات جن میں شیگل، شلاخر اور بوپ وغیرہ کے نا سرفہرست ہیں۔ دنیا بھر کی زبانوں کو ان کی ماہیت کے لحاظ سے مندرجہ ذیل چار بڑے گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ یک لفظی زبانیں ISOLATING LANGUAGES

۲۔ جڑنے والی زبانیں AGGLUTING LANGUAGES

۳۔ اشتقاقی زبانیں AUTOMOLIGICAL LANGUAGES

۴۔ تحلیلی زبانیں ANALYTICAL LANGUAGES

☆

یک لفظی زبانیں: وہ زبانیں جن کا ہر لفظ اپنی جگہ تنہا مکمل اور غیر تغیر پذیر ہوتا ہے یک لفظی زبانیں کہلاتی ہیں۔ یک لفظی زبانوں کا الفاظ میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔ ایسی زبانوں کی نہ شکل بدلتی ہے اور نہ ہی اس کے الفاظ آپس میں ملاپ کر کے کوئی نیا لفظ بناتے ہیں۔ یک لفظی زبانوں کی سب سے مشہور مثال چینی زبان ہے۔

☆

اشتقاقی زبانیں: ایسی زبانیں جو الفاظ کے حصوں کے جوڑ توڑ سے وجود میں آتی ہوں۔ اشتقاقی زبانیں کہلاتی ہیں۔ اشتقاقی زبانون کے الفاظ پر غور کرنے سے ان کے ماخذ کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ اشتقاقی زبانوں کے الفاظ کی بناوٹ میں سابقے اور لاحقے ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سامی اور آریائی زبانیں اشتقاقی زبانوں کے خاندان کے فرد ہیں۔

☆

تحلیلی زبانیں: تحلیلی زبانیں اشتقاقی زبانوں ہی کی ایک قسم ہے اس خاندان میں اشتقاقی زبانوں کی ارتقاء یافتہ قسمیں شامل ہیں۔ تحلیلی زبانوں کے مرکب الفاظ میں سابقے اور لاحقے کچھ اس طرح سے مل جاتے ہیں کہ ایسی زبانوں کے مرکب الفاظ کے اجزاء کو ڈھونڈنا آسان ہو جاتا ہے

☆

ہندکو کی **لغت**

زبانوں کے خاندانوں کے متعلق جان چکنے کے بعد ہم ہندکو زبان کے پس منظر اور پیش منظر کو سمجھنے

کیلئے اپنے آپ کو تیار پاتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم کسی فیصلے تک پہنچیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس زبان کے الفاظ پر سرسری سی نظر ڈالتے جائیں۔ کیونکہ زبانوں کی ہیت اور ساخت کا مطالعہ اس وقت تک نامکمل رہتا ہے جب تک ان کے بنیادی الفاظ پر غور نہ کیا جائے الفاظ ہی زبانوں کی بنیاد ہوتے ہیں الفاظ ہی کے ذریعے زبانیں بنتی بگڑتی اور پہچانی جاتی ہیں اور الفاظ ہی زبانوں کے پس و پیش کے متعلق کہانیاں سنا سکتے ہیں۔

ہندکو زبان دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح لفظوں کی ایک بہت بڑی بارات ہے اس کی کشادہ روانی نے ہر زبان کے لفظ کو اپن اندر سمویا ہے قدیم دراوڑی زبانوں سے موجودہ دور کی تقریباً ہر برصغیر پاک و ہند سے متعلق زبان کی چھاپ ہندکو کے دامن صد پارہ پر آویزاں ہے یہ کس کس کے قدموں تلے روندی گئی۔ اسے کس کس نے گلے لگایا۔ اور یہ ہم تک کیونکر پہنچی یہ سب گواہیاں اس کی لغت میں موجود ہیں۔ لیکن افسوس کہ موقع اور محل کی مناسبت سے ہم فی الحال مکمل لغت کو پیش کرنے سے قاصر ہیں اس لئے ہندکو لغت کے ابتدائی الفاظ جو الف ممدودہ سے شروع ہوتے ہیں۔ پیش کر کے اس بحث کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

بسم اللہ تعالیٰ

لفظ	لہجہ	معنی	استعمال	ماخوذ
آ	آ	الف ممدودہ۔ او الف جیڑا الف آ۔آ چھک کے پڑھا جاوے		عربی
آ	آ	آنڑاں مصدر سی فعل امر کسی آوت ھک واری نوں بلانڑیں دی آواز	پیار دی کہانی چنڑیں یار بس کردے	عربی
آب پاشی	آب پاشی	باغاں نوں پانڑی دینڑیں		فارسی

آبِ حیات	آبِ حیات	امرت :اوہ پانڑی جیہڑا پینڑیں دے بعد موت نئی آندی	فارسی
آبخورہ	آبخورہ	مٹی دا گلاس' مٹی دا کورا پیالا	فارسی
آبرو	آب رو	عزت 'حیا' نک ' نموش' غیرت' نیک نامی' وقار' سر بلندی	فارسی
آ بلا گلے لگ	آ بلا گلے لگ	آپ نوخواہ مخواہ مصیبت اچ پانڑاں	فارسی/ ہندکو
آنبڑنا	آنبڑنا	کسی مصیبت یا خسارے دا آجانڑا	قدیم ہندوستانی
آب و ہوا	آبو ہوا	موسم	فارسی
آبہڑاں	آبہہ ڑاں	آبیٹھ راں آکے نہ جانڑاں ٹیٹھ ہو جانڑاں	ہندوستانی
آبی	آبی	پانڑیں دا نیلا آسمانی رنگ دا	فارسی
آپ	آپ	خود آپڑے آپ آپی	قدیم ہندوستانی
آپا	آپا	باجی' وڈی پینڑ' آپو' آپی' ماں	قدیم ہندوستانی
آپا جی	آپا جی	استانی	قدیم ہندوستانی

آپڑا	آپ ڑا	ذاتی سنگی ساتھی یار	آپڑا من بھی تہوکھا دیندے دیکھے منوں چھوٹھے لارے (ناز درانی)	قدیم ہندوستانی
آپڑا آپڑا	اپ ڑا اپ ڑا	وکھرا وکھرا جدا جدا ہر اک دا		ہندوستانی
آپرائی	اپ ڑائی	صرف آپڑا ہور کسی دا نئیں		ہندوستانی
آپڑولی	آپڑ ول ی	خیش داری رشتے داری رشتہ		ہندوستانی/پشتو مرکب
آپڑی	آپ ڑی	ذاتی ملکیت	آپڑی دکھڑی جندڑی دا ایہ حال کنو سنڑانواں (زیڈ آئی اطہر)	ہندوستانی
آپڑی آپڑی	آپ ڑی آپ ڑی	وکھری وکھری جدا جدا		ہندوستانی
آپڑے	آپ ڑے	خیش رشتہ دار ذاتی	آپڑے وطن دی لکھ وی پہاری آپڑے وطن دی ہر شے پیاری (فارغ بخاری)	ہندوستانی

آپُس	آپس	آپڑے درمیان		ہندوستانی
آپو	آپو	آپا آپی		ہندوستانی
آپوآپ	آپو آپ	خود آپی	جیہڑا کھوکھوتر دے اوآپی ٹھہندے (مہتل)	ہندوستانی
آپھسنڑاں	آپھس ڑاں	اچانک گرفتار ہو جانڑاں		ہندوستانی
آپی	آپی	خود آپے آپو آپ		ہندوستانی
آپی آپ	آپی آپ	خود آپے آپو آپ	آپی آپ بتا جا زرا ھس ھس کے آجا (زیڈ آئی اطہر)	ہندوستانی
آپی	آپی	آپا آپو وڈی پینڑ		ہندوستانی
آپے	آپے	خود آپی آپو آپ		ہندوستانی
اٹینڑاں	آٹیں ڑاں	آٹیڑاں محتاج ہو جانڑاں		ہندوستانی
آتش	آتش	اگ، غصہ، جذبہ		فارسی
آتشباز	آتش باز	اگ دی کھیڈ کرنے والا		فارسی
آتشبازی	آتش بازی	اگ دی کھیڈ		فارسی
آتش پرس	آتش پ رس	اگ دی پوجا کرنے والے/والے		فارسی
آتمکڑاں	آتم مک ڑاں	اچانک آجانڑاں آٹپکڑاں		ہندوستانی

آٹا   آٹا   پیسا ہوا غلہ باریک   آٹے و چ لونڑ ہندوستانی
(مہمل)

آٹا آٹا کرنا   باریک کرنا   ہندوستانی

آٹپکڑاں   آٹپ کڑاں   اچانک   آجانڑاں   ہندوستانی
آتیمکڑاں

آٹھس ڑاں   آٹھس ڑاں   آٹھم ڑاں آ پکڑنا موقعہ   ہندوستانی
تے پکڑنا

آٹھمڑاں   آٹھم ڑاں   پکڑنا اچانک گرفتار کر   ہندوستانی
لینڑاں

آٹھیرنا   آٹھیرناں   مزمان دے طور تے آٹھیرنا   ہندوستانی
آکے رک جانڑاں

آٹھنڑاں   آٹھیں ڑاں   کسی دا محتاج ہوجانڑاں   ہندوستانی

آٹے داغم   آٹے داغم   روٹی داغم محنت مزدوری   ہندوستانی

آٹے دی آٹے   دی محنت مزدوری ،صلہ دی   ہندوستانی
درک   درک   تلاش

آٹے دی کمائی   آ ٹے   دی محنت مزدوری   ہندوستانی
کمائی

آٹے چ لونڑ   آٹے اچ لونڑ   بہت گھٹ خفیف   ہندوستانی

آثار   آثار   آخر دی جمع   عربی

آجانڑان   آجاں ڑاں   آجانڑاں   آنڑاں   پہنچ   ہندوستانی
جانڑان

آجل ڑاں	آجل ڑاں	دیکھو آجاڑاں	ہندوستانی
آجھڑاں	آجم ڑاں	ٹیٹھ ہوجاڑاں آڈٹڑاں	ہندوستانی
آچڑھنا	آچڑھ ناں	غصہ کرنا غالب آنڑاں	ہندوستانی
اخکارا	آخ کارا	آشکارا واضح ظاہر	پشتو
آڈٹڑاں	آڈٹ ڑاں	آجھڑاں جم کے مقابلہ کرنا	ہندوستانی
آڈر	آڈر	حکم ارشاد فرمان	انگریزی
آر	آر	موچیاں دا ھک اوزار	ہندوستانی
آرا	آرا	وڈی آری	ہندوستانی
آرام	آرام	سکھ چین سکون سکھ دا ساہ	فارسی
آرپار	آرپار	اُرے پرے ھک پاسے سی یار آرتے یا پار دوسرے پاسے تک	پشتو
آرزو	آرزو	خائش تمنا چاہ ظلم دی آرزو تے ایہ جان بھی فدا دے(یاصرنسیم)	فارسی
آری	آری	لکڑی وغیرہ چیرنے دا اوزار	ہندوستانی
آرے	آرے	آرا دی جمع	ہندوستانی
آریڑاں	آرڑاں	آجھڑاں ٹیٹھ ہوجاڑاں	ہندوستانی
آڑت	آڑت	سودی کاروبار	ہندوستانی
آڑتی	آڑتی	دلال	ہندوستانی

آڑی	آڑی	ساتھی، حمائتی، یار، دوست		ہندوستانی
آزاد	آزاد	بے فکر، بے حیا، بے لاگ		فارسی
آزادی	آزادی	بے فکری بے حیائی		فارسی
آزار	آزار	تکلیف، دکھ، مصیبت، گناہ		فارسی
آزاری	آزاری	تکلیف دہ، موذی		فارسی
آزماݨاں	آزماں ڑاں	آزمیش کرنا، امتحان لیݨاں		فارسی
آزمیش/ آزمیخ	آزمیش/میخ	امتحان		فارسی
آزمیشی/ازمیخی	ازمے شی/خی	امتحانی		فارسی
آس	آس	امید، سہارا، آرزو، مدد، اعتبار	سدراں اتے جم گئی کائی آس پرائی راس نہ آئی (رضا ہمدانی)	ہندوستانی
آس اولاد	آس اولاد	منت دی اولاد، بال بچے		ہندوستانی/عربی مرکب
آس پاس	آس پاس	اگے پچھے، نزدیک		ہندوستانی
آستہ	اس تہ	ہولے نال، مزے مزے، نرم، حسان		فارسی
آسرا	آس را	سہارا، آس، امید، مدد		ہندوستانی
آسن	آسن	شلوار دا درمیانی حصہ		ہندوستانی
آسی	آسی	نوکرانی، آیا، خدمت گار		ہندوستانی

آشکارا	آش کارا	واضح' صفا' اندکارا		فارسی
آشنا	آش نا	دوست' واقف' یار' محبوب	دل دردی ہوئے آشناامداد جیندی جان بے جان تو وارنا لواں	فارسی
آفت	آفت	بلا' مصیبت' بیماری		عربی
آفتاب	آف تاب	سورج خوبصورت	گورا بدن تیرا جیکو تاج محل نقش پا ماہتاب آفتاب تیرے (خالد ربانی)	فارسی
آفریدی	آف ری دی	ھک قبیلہ		پشتو
آفرین	آف رین	شابا' شاباش' شاباشی		فارسی
آکھڑاں	آکھ ڑاں	کنیڑاں' سڑاڑاں' بتلانڑاں		ہندوستانی
آکھےلگڑاں	آکے لک ڑاں	متھے لگڑاں' کنیڑاں منڑاں	دل دے آکھے لگ کے اکھیاں تکڑیں سی بھی ریاں (فضل چشتی)	ہندوستانی
آگاہ	آ گاہ	واقف' خبردار		ہندوستانی
آگائی	آ گا ای	واقفیت سمجھ تجربہ		ہندوستانی
آل	آل	اولاد بچے پیڑی		ہندوستانی

آلا	آلا	کہونسلہ، طاق، کھڈا، بنی	آلے دے نوالا (مہتل)	ہندوستانی
آلاپہولا	آلاپہولا	لاڈلا نیاز بین	آلیا پولیا مہندی لاونڑ دے (لوک گیت)	ہندوستانی
آلڑا	آل ڑا	ویکھو آلا		ہندوستانی
آلڑاں	آل ڑاں	ویکھو آلا		ہندوستانی
آلس	آلس	سستی کاہلی		ہندوستانی
آلو	آلو	ھک ترکاری		فارسی
آلوبخارا	آلوبخارا	ھک میوہ		فارسی
آلوچہ	آلوچہ	ھک پھل		فارسی
آلے ٹولے	آلے ٹولے	ٹال مٹول		ہندوستانی
آمد	آمد	آنڑاں نزول	یار دی آمد ہوئی کوئلاں رک رک کوک گاون (صابر امداد)	فارسی
آمڑاں	آم ڑاں	سام روبرو		ہندوستانی
سامڑاں	ڑاں			
آمڑیں	آم ڑے	سام روبرو		ہندوستانی
سامڑیں	ڑے			

آمی	آمی	آمین ،ختم قرآن؛ قرآن دے ختم دی رسم		عربی
آمین	آمین	دعائی کلمۂ خدا اسی طرح کرے		عربی
آندا	آں دا	آنڑاں مصدر سی ماضی تمنائی یا شرطی (مذکر)	چور چوری سی باز آندے ہیرا پھیری سی باز نی آندا	ہندوستانی
آندی	آں دی	آنڑاں مدرسی ماضی تمنائی یا شرطی (مونث)	سپ دی موت آندی اے تا اوہ رستے وچ بیٹھ جاندا اے	ہندوستانی
آندے	آں دے	آندا دی جمع		ہندوستانی
آنڑاں	آں ڑاں	جانڑاں دی ضد، آپہنچڑیں، نازل ہونا		ہندوستانی
آنڑنا	آنڑنا	لیانڑیں، لے کے آنڑاں		ہندوستانی
آنہ	آنا	ھک سکہ جسی مالیت چھ پیسے	دمڑی دمڑی جوڑ کے آنہ جا بڑایاوے آنے دا چھونا لتا کنگڑی نال ملایاوے (گمنام)	ہندوستانی

آوارہ	آواراہ	دردر پھرنے والا، خوار، دربدر، بدمعاش		ہندوستانی
آوازہ	آوازہ	خبر، سینیا، صدا		فارسی
آونجڑاں	آونج ڑاں	آجاڑاں، آجلڑاں		ہندوستانی
آوی	آوی	آسی آیا نوکرانی		ہندوستانی
آوے	آوے	آاوئے آجا آجاوے	میرا بچڑا آوے دور و میں من پکاواں تندورو اللہ ہو! (لوک لوری)	ہندوستانی
آہ	آہ	اف افسوس صدائے افسوس	نغمے دے وچ آہ تے زاری کہٹ دے وچ بےزاری اے (صابر امداد)	عربی
آؤ	آوو	آجاؤ		ہندوستانی
آئی	آئی	بلاوی، آئی آسی آوی	جوبن دیاں چلن واواں تے یاد آئیاں بتری تہاراں (گمنام)	ہندوستانی

آئے	آئے	آنڑاں مصدر سی فعل ماضی (جمع)	ہتھ پرانڑے کھوسڑے گورو دتے ہونڑیں آئے (مہتل)	ہندوستانی
آئن	آئے ن	آئے دی جمع		ہندوستانی
آیا	آیا	آنڑاں مصدر سی فعل ماضی (واحد)	ہولی ہولی ایہ کنڈی کس نے کھولی آیا لالہ مٹھا تے بیوی کوکاں بولی (سٹھڑیں)	ہندوستانی
آیا	آیا	سوالیہ لفظ کے واقعی سچ		فارسی
آئندہ	آ ئین دہ	مستقبل اچ اگلا ثانی		عربی
آیات	آیات	قرآن شریف دا جملہ' گہل		عربی
آیاتاں	آیاتاں	آیات دی جمع		عربی

لغت ہندکو اس بات کی شاہد ہے کہ اس زبان میں کسی دوسری زبان کا لفظ اجنبی معلوم نہیں ہوتا۔ ہندکو زبان کے الفاظ میں فارسی اور عربی زبانوں کے الفاظ کی بھر مار اس بات کا بین ثبوت ہے کہ خیبر کے اس پار سے آتے ہوئے فاتحین اور شاہراہ ریشم اور جرنیلی سڑکوں کو استعمال کرنے والے تجار ایک مدت سے اس قدیم زبان کی شکست و ریخت اور تغیر و تبدل کے سلسلے میں ایک اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں چنانچہ آج جب ہم ہندکو زبان کی لغت کو مرتب کرنے لگتے ہیں۔ تو ہمیں باہر سے آئی ہوئی قوموں میں سے کسی کی

زبان کا لفظ بھی اجنبی معلوم نہیں ہوتا۔ ہر زبان کا لفظ ہندکو زبان کے مخصوص لہجے کا لبادہ اوڑھنے کے بعد اس ہی زبان کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ مثلاً انگریزی کے آرڈر نے ہندکو کے آڈُر کا روپ اختیار کرنے کے بعد یہ گمان کھو دیا ہے کہ اس لفظ کا ماخذ کیا تھا۔ یہی حال فارسی اور عربی کے بہت سے الفاظ کی ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مدت مدید تک ہندکو کا علاقہ سرائے فارس کی باجگزار اور سلطنت کے طور پر رہا ہے۔ چنانچہ تاریخ پشاور کے مصنف نے جہاں اس زبان کو پنجابی ظاہر کیا ہے وہاں اس نے یہ بات بھی لکھدی ہے کہ

'' خاص پشاور میں جو لوگ باشندہ کابل نہیں ان کے خاندان میں فارسی اکثر بولی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔(تاریخ پشاور)

فارسی زبان کا تعلق سرزمین پاک و ہند سے بہت پرانا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہماری زبانون میں فارسی کا عمل دخل بہت زیادہ ہے فارسی کے بعد عربی کی باری ہے اور پھر دوسری زبانوں کا نمبر آتا ہے۔

یہاں یہ بات بتا دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ ہندکو زبان وہی لشکری زبان ہے جو پھل پھول اور پھیل کر ہندوی، ہندی، ہندوستانی، ریختی، اور پنجابی قسم کے ناموں سے مشہور ہوئی۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ ہماری عظیم قومی زبان اردو بھی ہندکو زبان ہی کی نہایت ترقی یافتہ صورت ہے۔[1]

[1]: ہندکو زبان اردو، پنجابی اور ہندی کی ماں ہے اس سلسلے کی مدلل بحث اس کتاب کے آئندہ جلد میں بڑی تفصیل سے پیش کیر جارہی ہے۔

ہندکو لغت کے اس ابتدائی نمونے کو ہم ہندکو زبان کی مکمل لغت کا نام تو نہیں دے سکتے۔ مگر شماریات کے اصول نمونہ بندی (Sampling) کی رو سے ہندکو الفاظ کے اس مختصر سے مجموعے سے جو نتائج اخذ کر سکتے ہیں اس کی بنیاد پر ہم اپنی بحث کو ٹھوس طریقے سے آگے بڑھا سکتے ہیں۔

ہندکو ہغت کے حصہ الف ممدودہ کے مطابق ہندکو زبان کے ان سوسوا سو الفاظ میں مختلف زبانوں کے الفاظ کی آمیزش کے اعداد و شمار درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام زبان	تعداد الفاظ	فی صد تعداد

۱	فارسی	۳۰	۳۷ء۵۰ %
۲	عربی	۱۰	۱۲ء۵۰%
۳	انگریزی	۱	۱ء۲۵ %
۴	ہندوستانی	۸۲	۱۰۲ء۵۰%
۵	پشتو	۲	۲ء۵۰ %

ہندکو کا خاندان

لغت ہندکو کے ابتدائی چند الفاظ کا مطالعہ ہم پر یہ بات آشکارا کرتا ہے کہ اس زبان کے کم وبیش ایک سو پچیس الفاظ میں سے ۱۲ء۵افی صد عربی زبان سے ماخوذ ہیں۔ ۳۷ء۵فی صد فارسی زبان سے لئے گئے ہیں ۱ء۲۵افی صد انگریزی سے مستعار ہیں۔ ۱۰۲ء۵افی صد قدیم ہندوستانی زبانوں سے ار ۲ء۵فی صد پشتو سے لئے گئے ہیں۔

ہندکو بولی یا زبان کے ان چند بنیادی الفاظ کے یہ اعداد وشمار ہمیں اس حقیقت افروز بات کے قائل کرتے ہیں کہ یہ زبان سامی اور آریائی زبانوں کے الفاظ کے اشتراک سے وجود میں آئی ہے جن میں قدیم ہندوستانی زبانیں فارسی پشتو اور انگریزی وغیرہ کا تعلق آریائی زبانوں سے ہے۔ جبکہ عربی سامی زبانوں کے کھاتے میں پڑ جاتی ہے۔ اور جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ سامی اور آریائی زبانیں ماہرین لسانیات کے بنائے ہوئے زبانوں کے چار خاندانوں میں سے اشتقاقی خاندان اور تحلیلی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں کہ سامی اور آریائی زبانوں کے ناطے ہندکو زبان یا بولی کا تعلق بھی زبانوں کے اشتقاقی اور تحلیلی خاندانوں سے ہے۔ ہندکو زبان کے الفاظ کی ساخت کا مطالعہ ہم پر

یہ حقیقت بھی آئینہ کرتا ہے کہ اس کے اکثر مرکب الفاظ سابقوں اور لاحقوں کے ملاپ سے اس طرح ترکیب پاتے ہیں کہ اگر ان الفاظ کی اجزائے ترکیبی کی جائے تو بہت آسانی سے ہو جاتی ہے مثلاً ''بدمزاج'' کا لفظ ''بد'' اور ''مزاج'' کے ملاپ سے وجود میں آیا ہے اور ہر ایک جز کے معنی وہی ہیں جو مرکب میں تھے۔ یعنی بدمزاج کے معنی ہیں ''بری طبیعت والا'' جبکہ ''بد'' کے علیحدہ معنی ہیں۔ برا یا بری اور مزاج کے معنی ہیں طبیعت۔

ہندکو زبان میں ایسے بیشتر الفاظ فارسی زبان سے آئے ہیں لیکن بعض الفاظ ایسے بھی مل جاتے ہیں جو خالصاً ہندکو رنگ کے حامل ہیں جیسے:

اللہ رکھا' دلبر جانی' واوا' سوہرا' صیبز ادی' بالچھا زادی' بالچھا زادا' صیبز ادہ' بختہ وری' غٹ پٹ' چٹا دودھ' پری چہرہ وغیرہ وغیرہ۔

فارسی زبان کے وہ الفاظ جو سابقوں اور لاحقوں کے ملاپ سے وجود میں آنے کے بعد ہندکو بول چال میں کثرت سے مستعمل ہیں ان کی فہرست بہت لمبی ہے لیکن مثال کے لئے صرف وہ چند الفاظ دیئے جاتے ہیں جو ہندکو زبان سے یوں مانوس ہو چکے ہیں۔ جیسے یہ اس ہی زبان کے الفاظ ہوں جیسے:

کبوتر باز' جوئے باز' دلدار' خبردار' بے شک' بجا' بے جا' ڈاک خانہ' دربان' خانہ برانداز' روشن خان' پان دان' خانہ خراب' بخد ان' جانماز وغیرہ وغیرہ۔

ہندکو زبان کے یہ چند الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ اس زبان میں سابقوں اور لاحقوں کے ملاپ سے وجود میں آنے والے الفاظ کی کوئی کمی نہیں۔ اور جس زبان میں ایسے الفاظ کثرت سے پائے جائیں۔ اس زبان کو ماہرین لسانیات زبانوں کے چار خاندانوں میں سے جس خاندان میں رکھتے ہیں او اشتقاقی خاندان کی ترقی یافتہ صورت موسوم بہ تحلیلی خاندان ہے

گویا ہندکو زبان کا خاندان اس زبان کے سامی اور آریائی گروہ سے تعلق کے ناطے اشتقاقی اور تحلیلی خاندانون میں سے کوئی ایک ہے۔ اور اس زبان کے سابقوں اور لاحقوں کے ملاپ سے وجود میں آنے والے الفاظ کی روشنی میں اس زبان کا حتمی خاندان تحلیلی زبانوں کا خاندان ہے۔

ہندکوزبان کےزبانوں کےتحلیلی خاندان سےتعلق کاایک اورثبوت اس کے الفاظ کوتحلیل کرکرےان کے ماخذ کا پتہ چلایا جاسکنے کاعمل بھی ہے جیسےاس زبان کےایک لفظ دمڑی کی تحلیل ہمیں مختلف مرحل سے گذارنے کے بعداس لفظ کے یونانی النسل ہونے کی خبر دیتی ہے۔ دمڑی کالفظ ہندکوزبان میں مستعمل عام ہے۔ ہندکوزبان کےگمنام شاعروں نےاس لفظ کا استعمال اپنے اشعار میں بڑی خوبصورتی سے کیا ہے۔

دمڑی دمڑی جوڑکےآنہ چابڑایاوے

آنے داچھونی لتا کنگڑی نال ملایاوے

دمڑی کا یہ لفظ ہندکو میں ایک سکے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ جس کی اصل یونان کا سکہ درحم ہے۔ جو ہندوستان میں آکر دام بنا اور ہندکو کے مخصوص لب و لہجہ کی وجہ سے (جس کی مثالیں امڑی' کھڑی' جندڑی'بندڑی وغیرہ ہیں) کےمطابق دمڑی ہوکررہ گیا۔

دمڑی کے علاوہ اور بہت سے ایسے الفاظ ہیں۔ جن کی تحلیل کی جاسکتی ہےءاور جواس زبان کے ''زبانوں کےتحلیلی خاندان میں سےہونے کاثبوت بن سکتے ہیں۔

ہندکوکاشجرہ

یہ بات تو ہم پہلے ہی جان چکے ہیں کہ ہرزبان دنیاکےزبانوں کےکسی نہ کسی خاندان سےضرورتعلق رکھتی ہے۔اس سلسلےمٰس ہم یہ بھی عرض کرچکے ہیں کہ ہندکوکاتعلق ماہرین لسانیات کے بنائے ہوئے چار خاندانوں میں سے کسی خاندان یا گروہ سے ہے۔ ہندکولغت کے ابتدائی یا الف ممدودہ سےشروع ہونے والےالفاظ نےہم پر یہ عقدہ بھی کھول دیا ہے کہ یہ زبان زبانوں کے چارخاندانوں میں سےایک خاندان موسوم بہ ''تحلیلی خاندان'' کی فرد ہے۔مگرہم یہ نہیں بتاسکتے کہ اس زبان یا بولی کاتحلیلی خاندان میں مقام کیا ہے

ہندکوزبان یابولی کااس کےاپنے خاندان میں مقام کاتعین ہمیں ایک بارپھراس کے بنیادی الفاظ کا

مطالعہ کرنے پر مجبور کرتا ہے جس کے ذریعے سب سے پہلے ہم یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ آیا یہ زبان تحلیلی خاندان کے سامی گروہ سے تعلق رکھتی ہے یا آریائی گروہ سے؟

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ زبانوں کے سامی گروہ میں جو زبانیں شامل ہیں ان میں عربی' عبرانی' سریانی' قبطی' فونیقی اور کلدانی وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ جبکہ آریائی زبانون کے گروہ میں رومن ۔لاطینی۔ یونانی۔ جرمن۔فرانسیسی ۔کلٹی ۔روسی۔انگریزی۔سنسکرت۔ایرانی، فارسی، سندھی، پنجابی، پشتو اور اردو وغیرہ شامل ہیں۔

الف ممدودہ سے شروع ہونے والے الفاظ کی ہندکو لغت نے ہمیں ہندکو الفاظ کے ماخذوں کے متعلق جو اعداد و شمار دیئے ہیں۔ ان کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس زبان یا بولی میں سامی زبانوں کی نسبت آریائی زبانوں کے الفاظ کی تعداد واضح طور پر زیادہ ہے۔ کیونکہ ہندوستانی، فارسی، پشتو اور انگریزی وغیرہ قسم کی آریائی زبانوں کے الفاظ کی مجموعی تعداد عربی اور عبرانی قسم کی سامی زبانوں کے الفاظ سے مجموعی طور پر تقریباً ۹۱ فیصد زیادہ ہے۔

اعداد و شمار کی طائرانہ جھلک(Brigds Eyes Wiew)ایک بار پھر حاضر ہے۔

ہندکو زبان میں شامل آریائی زبانون کے صرف الف ممدودہ سے شروع ہونے والے الفاظ کی تعداد:

نام زبان	تعداد الفاظ
پشتو	۲
فارسی	۳۰
انگریزی	۱
ہندوستانی	۸۲
کل تعداد	۱۱۵

ہندکو زبان میں شامل سامی زبانوں کے صرف الف ممدودہ سے شروع ہونے والے الفاظ کی تعداد

عربی	۱۰

کل تعداد ۱۰

ہندکو میں مستعمل آریائی زبانوں کے الفاظ کی تعداد: ۱۱۵ = ا

ہندکو میں مستعمل سامی زبانون کے الفاظ کی تعداد: ۱۰ = ب

ہندکو میں مستعمل آریائی زبانوں کے الفاظ کی سامی زبانون

کے الفاظ کی تعداد سے زیادتی : ۱۱۵-۱۰=۱۰۵

ہندکو زبان میں آریائی زبانوں کے الفاظ کی فیصد زیادتی: =۹۱ % تقریباً

آریائی زبانوں کے الفاظ کی یہ فیصد زیادتی اگرچہ ہندکو کی مکمل لغت کو سامنے رکھ کر پیش نہیں کر گئی۔ لیکن پھر بھی شماریات کے قانون نمونہ بندی کے مطابق

(According to the Sampling Law of Stalislics) ہندکو کے الف ممدودہ سے شروع ہونے والے الفاظ کو تمام ہندکو الفاظ کے نمائندہ الفاظ مان کر مندرجہ بالا اعداد و شمار کی روشنی میں یہ مبنی برحقیقت دعویٰ کرنے میں ہم سو فیصدی حق بجانب ہیں کہ ہندکو خالصتاً آریائی زبانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ ہم اپنے اس دعوے کو ثابت کرنے کیلئے اس زبان کے چند الفاظ کا موازنہ دنیا کی دیگر آریائی زبانوں کے چند الفاظ سے کر کے حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔ ہندکو زبان کے چند بنیادی الفاظ کی آریائی زبانون کے ہم معنی الفاظ کے ساتھ مشابہت ملاحظہ فرمائیے۔

ہندکو	اردو	سنسکرت	لاطینی	فارسی	یونانی	جرمنی	روسی	انگریزی	پنجابی
ماں	ماں	ماتا	مائڑ	مادر	میٹر	مٹر	میت	مادر	ماں
پیو	باپ	پتھم	پاٹر	پدر	پیٹر	فاٹر	پییت	فادر	پیو
پرا	بھائی	بھراتر	فرٹیر	برادر	فرٹیر	برڈر	بریت	برادر	پہائی

ہم معنی الفاظ کی یہ دلچسپ مشابہت ہمارے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے ایک ٹھوس دلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کی روشنی میں ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہندکو خالصتاً آریائی زبان

ہے۔

مگر ہندکو زبان یا بولی کو آریائی زبانوں کے گروہ کا رکن ثابت کر دینے سے ہمارا منشا پورا نہیں ہوتا اس کا شجرہ نسب معلوم کرنے کے پیش نظر ابھی ہم نے بہت کچھ کرنا ہے کیونکہ اس کا زبانوں کی آریائی نسل سے ہونا اس کے شجرہ نسب پر کوئی خاص روشنی نہیں ڈالتا کیونکہ آریائی زبانوں کا گروہ بذات خود اتنا مختصر نہیں کہ ہم ہندکو کو نہایت آسانی سے اس گروہ میں تلاش کر لیں

آریائی زنانوں کے گروہ کو ماہرین لسانیات نے دو بڑے حصوں یا شاخوں میں تقسیم کیا ہے۔

(ا) ساتم آریائی زبانوں کا گروہ۔

(۲) سینٹم آریائی زبانون کا گروہ۔

ہندکو آریائی زبانوں کے ان دو بڑے گروہوں یا خاندانوں میں سے ساتم آریائی زبانوں کے گروہ اور ساتم آریائی زبانوں کیگروہ کی تقسیم کے لئے ماہرین لسانیات نے جو طریقہ کار اختیار کیا تھا۔ اس میں سو یا صد کے ہندسے کو بنیاد بنایا گیا تھا۔

ساتم آریائی زبانوں کے گروہ میں شامل زبانوں میں سو کا ہندسہ سین ''س'' یا صاد ''ص'' کی آواز سے شروع ہوتا ہے۔ جیسے سو، صد، سل

جبکہ سینٹم آریائی زبانوں کے گروہ میں شامل زبانوں میں سو کا عدد ''ن'' کے بغیر بولا یا لکھا نہیں جا سکتا۔ جیسے فرانسیسی، جرمنی، یونانی، لاطینی وغیرہ میں ''سینٹ'' کا لفظ سو کے ہندسے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو ''ن'' کے بغیر ''سیٹ'' پڑھا جائے گا۔

ہم ہندکو میں سو کے ہندسے کو سوہی کہتے ہیں یعنی ہندکو کے سو کا عدد اپنے شروع میں وہی آواز دیتا ہے جو سین یا صاد سے ملتی جلتی ہے پس ہم اس بیان کی روشنی میں کہہ سکتے ہیں کہ ہندکو کا تعلق آریائی زبانون کے ''ساتم'' نامی گروہ سے ہے۔ نہ کہ ''سینٹم'' نامی گروہ سے۔

نقشہ:

مگر آریائی زبانوں کا ساتم نامی گروہ تو زبانوں کے اور بہت سے گروہوں یا خاندانوں میں بھی منقسم ہے جن میں ہند، ایرانی، آرینائی، سلیوی، البانوی اور ان کے ذیلی گروہ شامل ہیں۔ ہندکو کا ساتم زبانوں کے ان بہت سے گروہوں اور خاندانوں میں سے کس خاندان کے ساتھ تعلق ہے۔ اور کیوں ہے ہمارا یہ سوال ہمیں ایک بار پھر لغت ہندکو کے ابتدائی اور الف ممدودہ سے شروع ہونے والے الفاظ کی گنتی کا مطالعہ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ زیر مطالعہ لغت ہندکو میں آریائی خاندان کی نمائندگی فارسی، پشتو، ہندوستانی اور انگریزی زبانوں کے چند الفاظ کر رہے ہیں جن کی تعداد میں نسبت درج

نام زبان	ہندوستانی	فارسی	انگریزی	پشتو
تعداد الفاظ میں نسبت	:	:	:	:

ان زبانوں میں صرف انگریزی کے سوا سب کی سب زبانیں آریائی زبانوں کے ساتم گروہ کی ہند ایرانی شاخ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اس کے علاوہ ان سب زبانون کے شامل لغت ہندکو الفاظ کی مجموعی تعداد ۱۱۴ ہے جبکہ انگریزی زبان کا صرف ایک لفظ ہندکو پر انگریزی اثر کی چغلی کھا رہا ہے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ہندکو کے خمیر میں ہند ایرانی زبانوں کے الفاظ رچے بسے ہوئے ہیں۔ جو اس زبان کا ناطہ ساتم گروہ کی ہند ایرانی شاخ سے جوڑتے دکھائی دیتے ہیں۔

ہندکو کا رشتہ آریائی زبانوں کی ہند ایرانی شاخ سے جوڑنے کے بعد اب ہم دیکھیں گے کہ یہ زبان آریائی زبانوں کے درخت کی ہند ایرانی شاخ کی کس ٹہنی سے وابستہ ہے کیونکہ آریائی زبانوں کی ہند ایرانی شاخ بھی اس قدر پھیلی پھولی دکھائی دیتی ہے۔ کہ اس میں ہندکو کے کانٹے کا تلاش اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ آریائی زبانوں کی ہند ایرانی شاخ کی مزید دو بڑی شاخیں ہیں۔

۱) قدیم ایرانی زبانوں کی شاخ

۲) ہندآریائی زبانوں کی شاخ

نقشہ:

قدیم ایرانی شاخ میں اوستائی' پہلوی' فارسی' پشتو' مڑی' بلوچی وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ ہندآریائی شاخ میں سنسکرت' ہندی' پنجابی' سندھی' اردو وغیرہ قسم کی زبانیں نظر آتی ہیں۔ ہندکو زبان قدیم ایرانی شاخ سے تعلق رکھتی ہے یا ہندآریائی شاخ سے؟ ہمارے اس سوال کا جواب بھی اس زبان کے لفظ ممدودہ سے شروع ہونے والے الفاظ کے اعداد وشمار سے مل سکتا ہے۔

ہندکو الفاظ کی الف ممدودہ سے شروع ہونے والے الفاظ کی لغت میں ہندوستانی الفاظ کی مجموعی تعداد۸۲ ہے۔ جبکہ اس کے برعکس فارسی اور پشتو کے الفاظ کی مجموعی تعداد(۳۰+۲)=۳۲ ہے۔ گویا ہماری لغت میں ہندآریائی زبان کے ۸۲ الفاظ شامل ہیں جبکہ قدیم ایرانی شاک کی زبانوں کے صرف ۳۲ الفاظ شامل ہیں۔ اور الفاظ کی تعداد میں یہ نسبت اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ ہندکو زبان خالصتاً آیارئی زبانون کی سندآریائی شاخ سے تعلق رکھتی ہے۔

پس اس سیر حاصل اور پر مغز بحث کے بعد ہم جس نتیجہ پر پہنچے ہیں اس کے مطابق ہندکو بولی یا زبان آریائی زبانوں کے ساتم گروہ کی ہندایرانی شاخ کے ہندآریائی گروہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہی اس کا

شجرہ نسب ہے۔
نقشہ:

ہندکو کے ماضی پر گذرے ہوئے زمانے کی دھول کے دبیز اور تاریک پردوں کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ اس زبان کی موجودہ تحریروں کی روشنی میں ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ ہندکو کے متعلق جاننے والے ہر ایک صاحب الرائے قلم کار نے اس زبان کو برصغیر پاک و ہند کی نہایت ہی قدیم زبان کہنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے اس زبان کو قدیم کہہ دینا ہی کافی نہیں۔ جس طرح کسی بزرگ کی عمر گنوا دینا اس کی زندگی کے متعلق تمام سوالوں کا بھرپور جواب نہیں ہو سکتا بالکل اسی طرح ہندکو کو قدیم ترین کہہ دینا اس کے گھپ اندھیر ماضی کو روشن نہیں کرتا۔ (باب نمبر ۱ ''ہندکو'')

ہندکو زبان کے ماضی کی تلاش میں ہمیں جن خارزاروں تنگ گھاٹیوں اور تاریک منزلوں سے گذرنا پڑتا ہے وہ اپنی جگہ دلچسپ بھی ہیں اور اپنی مثال آپ بھی۔ ہندکو زبان کے تاریک ماضی کی ایک وجہ اس زبان کی یہ بدقسمتی ہے کہ اسے ماہرلسانیات تو کیا' شروع ہی سے کوئی ادیب یا تاریخ دان تک میسر نہیں آیا جس کی وجہ ہمیں آگے چل کر قدرے تفصیل کے ساتھ معلوم ہوگی۔ کہ اس سرزمین پر جہاں ہندکو بولی اور سمجھی جاتی تھی ذات پات کا باطل نظام بڑی سرکشی کے ساتھ پھل پھول رہا تھا۔ اور لوگ الہامی کتابوں کے سوا کوئی بات لکھنے یا پڑھنے کے عادی نہ تھے۔ ان کی تحریروں کا رواج داستان نویسی اور تو ہم پرستی سے آگے نہیں بڑھا تھا۔ قدیم ہندوستان کے لوگوں کو اپنی سرزمین کی تاریخ لکھنے کی توفیق نہیں ہوئی چہ جائے کہ وہ ''ہندکو زبان'' کے متعلق کچھ لکھتے

سرزمین ہند کے متعلق جتنی تحقیقات اب تک ہوئی ہیں وہ غیر ملکیوں نے کی ہیں۔ جو ساتھ ہی ساتھ یہ گلہ بھی کرتے رہے ہیں کہ ہند کے لوگوں کو تاریخ نویسی پر دسترس نہیں تھی۔ ان حقائق کا اظہار جن متعدد علماء نے کیا ہے ان میں البیرونی' گورن' الفن سٹن اور کیرو وغیرہ کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ اگر ماضی میں ہندکو زبان کو تاریخ دان میسر آ جاتے تو شائد آج اس کے ماضی کو کریدنے میں کسی قسم کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

دنیا کی تقریباً ہر ایک زبان کی طرح ہندکو زبان کا ماضی بھی اس کے حال کے آئینے میں جھلک رہا ہے لیکن اس تک پہنچنے کیلئے قدرے پوسٹ مارٹم کی ضرورت پیش آتی ہے یہ زبان' زبان حال سے اپنے ماضی کی داستان سنا رہی ہے۔ اس زبان کے ہر لفظ پر اس کی سرورقی (آپ بیتی) لکھی ہوئی ہے جسے پڑھنے کے

لئے کافی سے زیادی تک حقیقت کو پرکھنے کی عینکوں کی ضرورت ہوتی ہے لفظوں کا یہ خوبصورت کھنڈر عمارت کے حسین ہونے کی شہادت دے رہا ہے۔سنسکرت سے لے کر انگریزی تک کے الفاظ کا اس زبان کے خزانے میں مل جانا اس زبان کے پرآشوب ماجی کا ثبوت ہے

اس سے پیشتر کہ ہم اس زبان کے ماضی کو پرت در پرت پرکھنے کی کوشش کریں۔ یہاں یہ بات یاد دلانا ضروری خیال کرتے ہیں کہ گذشتہ باب میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اس زبان کا آریائی زبانوں کی ہند آریائی شاخ کے ساتھ بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔اس لئے ہندکو کے ماضی کے مطالعہ کے سلسلے میں آریائی زبانوں کی ہند آریائی شاخ کا مطالعہ نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔چنانچہ آئندہ ابواب میں ہم آپ کو آریائی زبانوں کی ہند آریائی شاخ کے دریچے کھول کھول کر ہندکو زبان کے ماض کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ملیں گے۔

آریائی زبانوں کی ہند آریائی شاخ اور ہندکو

آج سے تقریباً ساڑھے چار ہزار برس پہلے کا واقعہ ہے اس زمانے کا وقعہ جب قدیم ہندوستان (جہاں آج ہندکو بولی جاتی ہے) کے لوگ ذات پات کے مسئلوں میں الجھ کر نہایت بری حالت میں زندگی گذار رہے تھے۔ یہاں کے راجے مہاراجے خانہ جنگیوں میں مصروف تھے۔تناضح اور رراداگون کے مسئلوں نے جنم جنم نفرت، خوف اور بدتوں کے بیج بوئے ہوئے تھے۔باطل اور طاغوتی قوتیں پھل پھول رہی تھیں۔کہ ایسے میں قانون فطرت کے میزان میں جنبش ہوئی اور تاریخ ہند کے اوراق پر ایک تہذیب یافتہ قوم کا وجود نظر آنے لگا۔ جو وسط ایشیاء سے نکل کر انگور کی بیلوں کی طرح پھیلتی ہوئی سرزمین ہند میں فتح و نفرت کے نعرے بلند کرتی ہوئی داخل ہوگئی۔ یہ قوم وسط ایشیاء کے بہادر جفاکش اور وسیع باغبانوں کی قوم تھی جسے تاریخ والوں نے آریاؤں کا نام دیا ہے۔

آریاؤں نے کھیتی باڑی کو اپنا ذریعہ معاش بنایا ہوا تھا۔وہ پالتو جانوروں سے بھی کام لینا جانتے

تھے۔ انہوں نے قدیم ہندوستان میں وردد کے بعد یہاں کے لوگوں کو جو پہلے ہی سے ذات پات اور اونچ نیچ کے مسئلوں میں الجھے ہوئے تھے۔ بڑی آسانی سے رام کرلیا۔ اوران ہی کے بنائے ہوئے ذات پات کے اصولوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خودراجے مہاراجے بن کر مقامی لوگوں پر حکومت کرنے لگے۔

آریا: ہندوستان میں ایک ہی بار نہیں آئے ان کی آمد و رفت کا سلسلہ صدیوں تک چلتا رہا۔ نئے فاتح بن کر آتے اور پرانے مفتوح ہوجاتے یا بھاگ جاتے۔ نئے آنے والے پرانوں کا دائرہ حیات تنگ کرتے رہتے۔ ان کی سیاست قوت بازو ہوتی۔ جس کا تختہ مشق قدیم ہندوستان کے پرانے باشندے ہوتے جن پر ہر قسم کا ظلم روا سمجھا جاتا۔

آریانسل کے یہ لوگ اپنے ساتھ اپنی آریائی زبانیں بھی لیکر آتے تھے۔ چونکہ ان لوگوں کی اکثریت قدیم ایران کے شمال مغربی علاقے میدیا سے نکل کر قدیم ہندوستان میں داخل ہوتی تھی اس لئے ان کی زبان بھی ایران آلودہوا کرتی تھی۔ جو یہاں کے باشندوں کی پراکرتوں (ہندکووغیرہ) کا اثر قبول کرنے کے بعد ایک نئے رنگ میں رنگی جاتی۔ ان کی زبانوں کا یہ نیا رنگ ہندوستانی رنگ ہوتا۔ جس کے ناطے ان کی ایران آلودہ آریائی زبان (ہندایرانی زبان) آدھا تیتر آدھا بٹیر بن کر ''آریائی زبانوں کی ہندآریائی شاخ'' بن جاتی ہے۔

ہندآریائی زبانوں کا قدیم دوراور ہندکوزبان

قدیم ہندآریائی زبانوں کے دور میں سنسکرت زبانوں نے جوترو تیج وترقی کی وہ اس دور کی کسی دوسری زبان کے حصے میں نہیں آئی۔ پانینی کے دور میں سنسکرت ہندوستان کے دانشوروں کی واحد علمی اور ادبی زبان مانی جاتی تھی۔ اوراس زبان کا تقدس اوراحترام سرکاری طور پر بڑی سختی سے کیا جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پانینی پاکستان کے صوبہ سرحد کے موجودہ ضلع مردان کے ایک گاؤں لاہور کا رہنے والا تھا۔ ہندآریائی

زبانوں کے قدیم ادوار میں یہ شہر قدیم تہذیب کا گہوارہ تھا جو البیرونی کے دور تک باوقار اور ذیشان رہا ۔ پانینی جو موجودہ صوبہ سرحد کا رہنے والا تھا۔ اس نے پہلے بار سنسکرت کی گرائمر مرتب کر کے اس زبان کو ارتقاء کی بلندیوں تک پہنچا رہا تھا۔ جناب مختیار علی نیئرؔ صاحب ہندکو زبان کی قدامت کے باب میں پانینی کے دور کو یاد کرتے ہوئے لکھتے ہی: ترجمہ

’’تین سو سال قبل از مسیح میں صوبہ سرحد کے ضلع مردان کی تحصیل صوابی کے ایک گاؤں لاہور (جسے لہور بھی کہتے ہیں) کے ایک شخص پانینی نے اس زمانے کی رائج پراکرتوں میں سے ایک نہایت عالمانہ اور فاضلانہ قسم کی گرائمر ترتیب دی۔ اس زمانے میں یہ علاقہ پکت کے زیر اقتدار تھا کیونکہ پہاڑی علاقوں کے علاوہ میدانی علاقے بھیان کے زیر اثر تھے۔ یہی وہ وجہ ہے کہ سنسکرت پر غالب اثر پشتو زبان کا ہے اور پھر اس کے بعد سپت سندھو کی دوسری بڑی زبان پراکرت 'پشاچہ' لہندا' لہندی یا ہندکو کا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہندوؤں کی قدیم ترین اور مذہبی زبان سے پہلے کی پراکرتوں میں بھی سندکو یا ہندکو موجود تھی‘‘۔ (پنجابی ادب دی کہانی تے ہندکو زبان) مطبوعہ ماہنامہ ہندکو زبان پشور شمارہ ۶/ ۵ مئی جون ۱۹۷۵ء

جناب نیئرؔ صاحب کی اس تحریر کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ ہندکو زبان ہند آریائی زبانوں کے قدیم دور میں سنسکرت کے ڈیویلپ ہونے سے پیشتر بھی موجود تھی۔ لیکن چونکہ سنسکرت زبان کو قدیم ہند آریائی دور کی نمائندہ زبان مانا جات اہے۔ اس لئے ہم ہندکو کے اثرات اس زبان (سنسکرت) پر تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ سنسکرت ہی وہ زبان ہے جو قدیم ہند آریائی دور کے اواخر تک سرکاری حیثیت حاصل کر چکی تھی۔ راجاؤں مہاراجاؤں کے پیغامات حکامات اور امور راجدھانی کو چلانے کیلئے استعمال کی جات ءتھی۔ الغرض یہ کہ قدیم ہند آریائی دور میں سنسکرت اتنی ترقی کر چکی تھی۔ کہ آج ہم بڑی آسانی سے اس زبان کو قدیم ہند آریائی دور کی نمائندہ زبان کی حیثیت سے چن سکتے ہیں۔

قدیم ہند آریائی دور کی نمائندہ اور ترقی یافتہ زبان سنسکرت کے ساتھ ہندکو زبان کے چند الفاظ کا موازنہ پیش کیا جاتا ہے۔ سنسکرت کے اکثر الفاظ ہندکو زبان میں اپنا قدیم رنگ بدلتے ملتے ہیں۔ جو اس زبان کا نہ صف سنسکرت کے ستھ تعلق کی شہادت پیش کرتے ہیں بلکہ قدیم آریائی دور میں ہندکو زبان کے

موجودہ ہونے کی ٹھوس دلیل بھی بنتے نظر آتے ہیں۔

سنسکرت	ہندکو	سنسکرت	ہندکو
ندرا	نیندر	چکر	چاک
کرم	کم	چکر	چک
آگن	اگ	بھگت	پہت
نست	نتھ	اچکا	اُچکا
نست	نتھڑی	اُچکا	اُچا
کلیہ	کل	سدا	سدا
دودھ	دوھ	وگدھم	دوھ
گنڑت	گنڑنا	ادیا	اج
ترکون	تکون	چکرم	چکرم(چکرباز)
سرد	سب	چکرم	چیک
ماتر	ماں	مُشاکھا	سگُا
بھراتر	بھرا پہرا	چہ ما	چہ ما
دوستر	دھی تہی	کرن	کن
پاؤ	پیر	سرپھ	سپ
اٹ	آٹا	سرو	سش
بھار	پہار	گنتی	
چورن	چورا		
چورن	چورم		

ہست	ہتھ	ایکم	ھک ھکم
ہستی	ہاتھی	دوہ	دو دوہ
دُل	دل	تری	ترے،تری
چتوار	چار	تریشت	تری
پانڑچہ	پنج	چتواریست	چالی
شیش	چھیں	پنجاشت	پنجاہ
سپت	ست	ششتی	سٹھ
اشٹا	اٹھ	سپتی	ستر
ناوا	نوں	اشتی	اسی
داشنا	داکھ۔دیں	نوتی	نوے
ویشتی	دی	ششتا	سو

ہندکوزبان اورسنسکرت کے الفاظ کے درمیان پائی جانے والی یہ مشابہت اس بات کی شاہد ہے کہ یہ زبان قدیم ہندآریائی دور میں اپنے دور کی دیگر زبانوں کے ساتھ زندہ تھی اورسنسکرت جیسی زبان کو(جسے البیرونی جیسے عالم نے مشکل ترین زبان کی سند دی ہے)اپنے رنگ سے متاثر کرنے کی طاقت رکھتی تھی اس زبان کوقدیم ہندآریائی دور کے راجاؤں پنڈتوں اوراونچے طبقے کےلوگوں نےسنسکرت کے روپ میں استعمال کیاسنسکرت کےمتعلق کہاجاتا ہے کہ اگرنچلے طبقے کےکسی فردکےکان میں اس زبان کی دھنک پڑ جاتی یا کوئی شوورانقاق سے یہ زبان سنتے ہوئے پکڑاجاتاتواس کے کانوں میں ابلتا ہواسیسہ پلا دیا جاتا۔ اس لئے نچلے طبقے کےلوگ اس زبان کے سننے یا سیکھنے کی جرائت نہ کرتے۔خوف وہراس اورنفرتوں کے پہروں میں سنسکرت کوپنکر رواج پاتی۔ یہ زبان راجوں مہاراجوں کے درباروں تک محدود رہی اوراس وقت

تک تنگ زندگی گذارتی رہی۔ جب تک اس کے راجوں مہاراجوں پنڈتوں اور برہمنوں کا راج قائم رہا۔ اور بندگان خدا ان کے ظلم وستم کا نشانہ بنے رہے۔

(ALBAIROONIES INDIA)

ہندکو زبان کا بدھش دور

تاریخ عالم اس بات کی شاہد ہے کہ زمانہ دنیا میں پیدا ہونے والے ہر فرعون کے لئے موسیٰ۔ ہر نمرود کے لئے ابراہیمؑ ہر شیطان کیلئے آدمؑ ہر اندھیرے کیلئے روشنی اور باطل کیلئے حق پیدا کیا کرتا ہے۔ حق آتا ہے تو باطل بھاگ جاتا ہے۔ پانچ سو سال قبل مسیح میں کفرستان ہند کی تاریخ کے صفحات پر ایک راجے کا بیٹا ساکامنی گوتم بدھ کے نام سے رونما ہوتا ہے۔ اور اپنی حق گوئی کی روشنی میں یہاں کے باطل نظام کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب مہاتما گوتم بدھ نے تماشہ گاہ عالم مں غمی خوشی اونچ نیچ ارچل چلاؤ کا نظام دیکھا تو اس کا حساس دل دینوی دلچسپیوں سے خالی ہو گیا۔ اور وہ اپنی راجدھانی اور دنیاوی زندگی سے متنفر ہو کر اپنے آبائی وطن سگدھ (بنارس) سے بہت دور کے جنگلوں میں نکل گیا۔

وہ انسانیت کی تفریق کے باطل نظام کے خلاف صدائے خاموش لئے منزل منزل گھومتا رہا۔ اور پھر آخر ایک جنگل میں آن کر ایک بوڑھے سے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اور انسانی تقسیم کے باطل نظام کا حل سوچنے لگا۔ وہ مدتوں جس درخت کے نیچے بیٹھ کر ریاضت کرتا رہا تھا۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ درخت پشاور سے کوہاٹ جانے والی موجودہ سڑک کے کنارے موجود تھا۔ جس کے نام پر آج بھی وہاں ایک گاؤں ''بڈھ بیر'' (بمعنی بوڑھا درخت یا بڑھ کا درخت) آباد ہے۔ واللہ عالم بالصواب

تصویر مہاتما گوتم بدھ:

یہ بات کہاں تک ٹھیک ہے۔ اس کی صحت کے متعلق کچھ عرض کرنا موضوع زیر بحث سے ہمیں دور لے جاتا ہے اس لئے ہم اس بحث کو آئندہ کیلئے چھوڑتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں کہ مہاتما گوتم بدھ کافی ریاضتوں کے بعد قدیم ہند کے لوگوں کے لئے جو ضابطہء حیات لیکر تاریخ ہند کے صفحات پر نمودار ہوا۔ وہ ذات پات کے باطل نظام کے سامنے صدائے حق سے کم نہ تھیں۔ اس کی تعلیمات پنڈتوں کے بنائے ہوئے انسانی تقسیم کے نظریات پر ایک ضرب کاری ثابت ہوئیں۔ اس نے پنڈتوں اور برہمنوں کے بنائے ہوئے قانون حیات کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ ہندوستان کی فرماں روائی چندر گپت نامی شودر اور نچلی ذات کے فرد کے ہاتھ آ گئی۔ اونچ نیچ کی تمیز مٹ گئی۔ اور یوں قدیم ہند کو جو سنسکرت کے سنگ محلاتی سازشوں کا شکار ہو کر اونچے طبقے کے لوگوں کیلئے مخصوص ہو کر رہ گئی تھی۔ راجاؤں' مہاراجاؤں' پنڈتوں اور برہموں جیسے خودساختہ ناخداؤں کے چنگل سے آزاد ہو کر عام شہریوں کے جلو میں پروان چڑھنے لگی۔

چندر گپت کی راجدہانی سرزمین گندھارا اور ہند کی پہلی عوامی حکومت تھی۔ جس کے روح رواں صرف اور صرف یہاں کے عوام تھے۔ یہ حکومت سکندر اعظم کے چھوڑے ہوئے جرنیلوں اور افسروں کی حکومت کے زوال کے بعد وجود میں آئی تھی۔ سلوکس ۵۔۳ قبل مسیح میں ایک لشکر جرار لیکر اس عوامی طاقت سے ٹکرانے آیا۔ لیکن اسے نہ ہی صرف عبرت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ بلکہ پان سو ہاتھیوں کے تحفہ کے عوض ارا کوسیا اور جدروسیا سے بھی دستبردار ہو گیا۔ چندر گپت بدھ مت کے بہت بڑے مبلغ اشوک کا دادا تھا۔

چندر گپت اور اس کے بعد کے ادوار حکومت میں عوامی بولیاں جن میں گوتم بدھ کی اپنی زبان ''پالی'' کے علاوہ قدیم ہندوستان کی دوسری بہت سی بھاشائیں شامل تھیں۔ سنسکرت کا اثر قبول کرنے لگیں اور اسے متاثر کرنے لگیں۔

یہاں یہ بات بتا دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ ہمارے اکثر لکھنے والوں نے قدیم ہند کا ناطہ بالواسطہ یا بلاواسطہ گوتم بدھ کی زبان ''پالی'' کے ساتھ جوڑا ہے اس سلسلے کی ایک آدھ مثال پیش کی جاتی ہے۔ مثال